ماہنامہ

دخترانِ اسلام

لاہور

جون 2015ء

سانحۂ ماڈل ٹاؤن کا ایک سال

مقتدر قوتوں کی خاموشی کیوں؟

ورثاء کا مطالبہ..... دیت نہیں قصاص

سانحۂ ماڈل ٹاؤن......ریاستی دہشت گردی کی انتہاء

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور

جلد: 22 شمارہ: 6 شعبان/رمضان ۱۴۳۶ھ/جون 2015ء

زیرِ سرپرستی
بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

مینجنگ ایڈیٹر
صاحبزادہ محمد حسین آزاد

اسسٹنٹ ایڈیٹرز
نازیہ عبدالستار
ملکہ صبا

ناشر
علامہ محمد معراج الاسلام

کمپیوٹر آپریٹر
محمد اشفاق انجم

ٹائیٹل ڈیزائنر
عبدالسلام

فوٹوگرافی
محمود الاسلام قاضی

کتابت
محمد اکرم قادری

مجلس مشاورت
صاحبزادہ مسکین فیض الرحمن درانی
خرم نواز گنڈاپور
ڈاکٹر رحیق احمد عباسی
شیخ زاہد فیاض
جی ایم ملک
منظور حسین قادری
سرفراز احمد خان
غلام مرتضیٰ علوی
قاضی فیض الاسلام
فرح ناز

ایڈیٹوریل بورڈ
رافعہ علی
عائشہ شبیر
سعدیہ نصراللہ
راضیہ نوید

فہرس

اداریہ (سانحہ ماڈل ٹاؤن کا ایک سال۔ ریاستی دہشت گردی کی انتہاء)		6
شبِ برات کے حوالے سے شیخ الاسلام کا خصوصی خطاب	محمد حسین آزاد	8
رمضان المبارک، روزہ اور زکوٰۃ کی اہمیت	سعدیہ کوثر	19
مفسرۂ قرآن ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ	نازیہ عبدالستار	28
سانحہ ماڈل ٹاؤن پر مقتدر قوتوں کی خاموشی کیوں؟	عین الحق بغدادی	35
ہمارا مطالبہ دیت نہیں قصاص ہے	نوراللہ صدیقی	46
وظائف محمدیہ		48
گلدستہ	ملکہ صبا	49
پاکستان عوامی تحریک اور منہاج القرآن ویمن لیگ کی سرگرمیاں		51

ترسیلِ زر کا پتہ: منی آرڈر/چیک/ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

بدلِ اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرقِ بعید، امریکہ: 15 ڈالر مشرقِ وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

قیمت فی شمارہ -/25 روپے

سالانہ خریداری -/250 روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-5168184

Visit us on: www.minhajsisters.com E-mail:sisters@minhaj.org

فرمان الٰہی

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ قف فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ. اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ. (التوبة، ۹: ۱۸، ۱۹)

’’اللہ کی مسجدیں صرف وہی آباد کر سکتا ہے جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان لایا اور اس نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور اللہ کے سوا (کسی سے) نہ ڈرا۔ سو امید ہے کہ یہی لوگ ہدایت پانے والوں میں ہو جائیں گے۔ کیا تم نے (محض) حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجدِ حرام کی آبادی و مرمت کا بندوبست کرنے (کے عمل) کو اس شخص کے (اعمال) کے برابر قرار دے رکھا ہے جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لے آیا اور اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا؟ یہ لوگ اللہ کے حضور برابر نہیں ہو سکتے، اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں فرماتا‘‘۔

(ترجمہ عرفان القرآن)

فرمان نبوی ﷺ

عَنْ أَبِي مَرْوَانَ أَنَّ كَعْبَ (الْأَحْبَارَ) رضی الله عنه حَلَفَ لَهُ بِاللّٰهِ الَّذِي فَلَقَ الْبَحْرَ لِمُوْسَى عليه السلام إِنَّا لَنَجِدُ فِي التَّوْرَاةِ أَنَّ دَاوُدَ نَبِيَّ اللّٰهِ عليه السلام كَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ: اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِي دِيْنِي الَّذِي جَعَلْتَهُ لِي عِصْمَةً وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي جَعَلْتَ فِيْهَا مَعَاشِي، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ نِقْمَتِكَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ وَحَدَّثَنِي كَعْبٌ أَنَّ صُهَيْبًا حَدَّثَهُ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ كَانَ يَقُوْلُهُنَّ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنْ صَلَاتِهِ. رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَالطَّبَرَانِيُّ. إِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ.

’’مروان سے روایت ہے کہ ان کی موجودگی میں حضرت کعب (احبار) رضی اللہ عنہ نے حلف اٹھایا کہ اس ذات کی قسم جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے دریا کو چیر دیا! ہم نے تورات میں دیکھا ہے کہ حضرت داود علیہ السلام جب نماز سے فارغ ہوتے تو وہ (یعنی حضرت داود علیہ السلام) یوں دعا کرتے۔ ’’اے اللہ! وہ دین جس سے میرا بچاؤ ہے اسے درست فرما دے۔ اور میری دنیا جس میں میرا رزق ہے اس کی اصلاح فرما۔ اے اللہ! میں تیرے غضب سے تیری رضامندی کی پناہ طلب کرتا ہوں۔ اور تیرے عذاب سے تیری معافی کی پناہ مانگتا ہوں۔ تو جو کچھ عطا کرے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں ہے۔ اور مال دار کا مال تیرے نزدیک کسی کام نہ آئے گا۔ حضرت مروان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ سے حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ حضور نبی اکرم ﷺ جب نماز ادا فرما لیتے تو آپ ﷺ بھی یہ کلمات ارشاد فرماتے۔‘‘

(المنہاج السوی من الحدیث النبوی ﷺ، ص ۳۴۶، ۳۴۷)

حمد باری تعالیٰ

بلا مبالغہ پروردگار تیرا ہے
یہ بحرو بر یہ خلا بے کنار تیرا ہے

ایسے حسن گل یہ جہاں ہے مصوری تیری
یہ بحر، کوہ، ندی آبشار تیرا ہے

تیری صدا ہے پرندوں کی چہچہاہٹ میں
جہاں وادی گل نغمہ بار تیرا ہے

ہیں مہرو ماہ بھی تیرے ہی نور سے روشن
گلوں میں رنگ، کلی پر نکھار تیرا ہے

ہے میری حمد بھی تو اور میرا کلام بھی تو
میرا یہ فن، یہ سخن انعام تیرا ہے

مخلص قلب سے احسان مند ہے خندہ
جو اس پر فضل وکرم بے شمار تیرا ہے

(فرخندہ رضوی)

نعت رسول مقبول ﷺ

ذرے اس خاک کے تابندہ ستارے ہوں گے
جس جگہ آپؐ نے نعلین اتارے ہوں گے

بوئے گل اس لئے پھرتی ہے چھپائے چہرہ
گیسو سرکار دو عالمؐ نے سنوارے ہوں گے

اس طرف بارش انوار مسلسل ہوگی
جس طرف چشمِ محمدؐ کے اشارے ہوں گے

ہم بھی پہنچیں گے شہہ ارض و سماء کے در پر
اوج پر جب بھی کبھی بخت ہمارے ہوں گے

ارض طیبہ تجھے دیکھے کوئی بادیدۂ دل
سوبہ سو رحمتِ عالمؐ کے نظارے ہوں گے

ایک میں کیا مرے شاہا کہ شہنشاہوں کے
ترے ٹکڑوں پہ شب و روز گزارے ہوں گے

لوگ تو حسنِ عمل لے کے چلے روز حساب
سرورؐا ہم تو فقط تیرے سہارے ہوں گے

اٹھ گئی جب تری جانب وہ کرم بار نظر
اس گھڑی قطبؔ ترے وارے نیارے ہوں گے

(خواجہ غلام قطب الدین فریدی)

سانحۂ ماڈل ٹاؤن کا ایک سال۔۔ ریاستی دہشت گردی کی انتہاء

موجودہ دور میں پاکستان کی حالت نہایت تباہ کن صورتحال اختیار کرچکی ہے۔ ہر طرف ظلم و بربریت، حسد و بغض اور بغاوت کا دور دورہ ہے۔حکمران اپنے جاہ ومنصب اور ہوس اقتدار میں اس قدر اندھے ہوگئے ہیں کہ اگر کوئی شخص ظلم و بربریت کے خاتمے اور مظلوموں کی داد رسی کی خاطر کلمہ حق بلند کرتا ہے تو وہ نہ صرف ان کی مخالفت کرتے ہیں بلکہ ان کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے درپے ہوجاتے ہیں۔ اس کی منہ بولتی تصویر 17 جون 2014ء کو ریاستی دہشت گردی کے ذریعے منہاج القرآن سیکرٹریٹ لاہور اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے گھر پر حملے کی ہے۔حکمران وقت انہیں اور ان کی تحریک کے کارکنان کوختم کرنا چاہتے تھے کیونکہ وہ یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ یہی وہ شخص ہے جو ہمارے اقتدار کے لئے خطرہ ثابت ہوسکتا ہے لیکن منہاج القرآن کے کارکنان کی ہمت و حوصلہ، ایمان کی پختگی، جرأت و بہادری اور جوان مردی کے باعث وہ ظالم درندے منہاج القرآن کا بال بھی بیکا نہ کرسکے۔مگر اس تمام صورتحال میں تحریک منہاج القرآن کے 14 کارکنان نے جام شہادت نوش فرمایا۔جن میں ہماری 2 بہنیں محترمہ تنزیلہ اور محترمہ شازیہ بھی شامل ہیں جنہیں پاکستانی پولیس نے سیدھی گولیاں مار کر بہیمانہ انداز سے شہید کردیا اور وہ یہ بھی بھول گئے کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے غیرمسلموں کے ساتھ جنگ میں آنے والی خواتین کے ساتھ ناروا سلوک کرنے سے بھی منع فرمایا ہے بلکہ مقتولین کی لاش کو مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ملک پاکستان کے باشندگان کوتحفظ فراہم کرنے کی ذمہ داری پر فائز پولیس اہلکار یہ سوچیں کہ انہوں نے کس کا ساتھ دینا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے والے کا یا پھر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نافرمان اپنے نام نہاد آقاؤں کا۔ یہ دنیا فانی ہے لہذا ابدی زندگی کی فکر کرنی چاہئے۔

تاریخ گواہ ہے کہ بڑے سے بڑے جابر اور ظالم حکمران کو بھی رب العزت نے زمین بوس کرکے اس وقت کے حق کے متلاشیوں کو فتح سے ہمکنار کیا ہے۔اسی طرح وہ دن دور نہیں ہے کہ ملک پاکستان میں امن و سکون، بھائی چارہ اور عدل و مساوات کی فضاء کے خواہاں مردان حق کو بھی اللہ رب العزت فتح سے ہمکنار کرے گا۔ آزمائش کا دور انبیاء کرام اور ورسل عظام پر بھی آیا ہے اور بالآخر انہیں فتح نصیب ہوئی۔ لہذا اس آزمائش

کے دور سے گزار کر اللہ رب العزت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو بھی کامیابی سے ہمکنار کر کے فتح نصیب کرے گا۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اپنے کارکنان کے خون کے ایک ایک قطرے کو بھولے نہیں ہیں۔ ان کا دل آج بھی ایک سال بعد ان کی یاد میں اسی طرح تڑپتا ہے جس طرح پہلے دن تڑپا تھا۔ وہ اپنے علاج کے بعد جلد پاکستان کی سرزمین پر واپس آرہے ہیں تاکہ جہاں وہ اپنے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر ان شہداء اور پاکستانی عوام سے کئے گئے وعدے کو پورا کرسکیں وہیں تکمیل پاکستان کا خواب بھی شرمندہ تعبیر ہوسکے۔

اس ملک کو انقلاب سے آشنا کرنے کے لئے اور اپنے دس نکاتی عوامی منشور کے مطابق ہر پاکستانی کو خوشحالی اور ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے لئے قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری موجودہ دور کی منافقانہ سیاسی قوتوں سے ٹکرا رہے ہیں اور اس ملک کی قسمت بدلنے کا عزم مصمم لے کر پاکستان عوامی تحریک کی ہر سطح کی قیادت اور جملہ کارکنان اور تحریک منہاج القرآن کے جملہ عہدیداران، رفقاء اور وابستگان کے علاوہ غریب، محنت کش اور مزدور طبقہ اور مختلف طبقہ ہائے زندگی کے بے شمار افراد اس کرپٹ، باطل، فرسودہ، بیہودہ، فاسقانہ، جاگیردارانہ، سرمایہ دارانہ اور وڈیرہ شاہی نظام کے خلاف علم بغاوت بلند کررہے ہیں۔ اس دور میں غریبوں، مزدوروں، محنت کشوں اور بے روزگار افراد کے حقوق کی بات قومی سطح پر سوائے عوامی تحریک اور اس کی قیادت کے کوئی نہیں کررہا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ 17 جون کا سانحہ ماڈل ٹاؤن جو ریاستی دہشت گردی کا انتہائی ناقابل فراموش واقعہ ہے اسی لئے برپا کیا گیا تاکہ غریبوں اور نان شبینہ سے محروم افراد کے حقوق کے آواز کو دبا دیا جائے اور یہ پیغام دینا مقصود تھا کہ اس قسم کی آواز بلند کرنے والے کو ایسی ہی ریاستی دہشت گردی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہی وجہ ہے کہ عوامی حقوق کی بات کرنے والے اب خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں۔

ان حالات میں صرف عوامی تحریک اور اس کی قیادت تنہا میدان عمل میں ہے۔ پاکستان کو اس بات پر فخر کرنا چاہئے کہ اللہ رب العزت نے ہمیں باہمت، نڈر، حوصلہ مند، جذبۂ ایمان سے سرشار، علم وعمل کا پیکر، تدبر وفراست کا شاہکار اور غریبوں کا ایسا ہمدرد لیڈر اور مسیحا عطا کیا ہے جو نہ صرف اس کرپٹ نظام کو سمندر برد کرنا چاہتے ہیں بلکہ پاکستان کو عالم اسلام کی قیادت سونپنا چاہتے ہیں۔ اس اعلیٰ مقصد کے حصول کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ ناامیدی کو ختم کرکے امید اور یقین کے دیپ جلاکر تمام اہل پاکستان اور سمندر پار پاکستانی آئندہ الیکشن میں اپنے ووٹ کی طاقت سے پاکستان عوامی تحریک کو بھرپور کامیابی سے ہمکنار کریں تاکہ پاکستان سے مفاد پرستانہ گندی سیاست کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کیا جاسکے۔ بقول اقبال

؎ نہیں ناامید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

شبِ برأت ۔۔ اجتماعی توبہ کی رات

خصوصی خطاب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

ترتیب وتدوین: محمد حسین آزاد // معاونت: ملکہ صبا

مورخہ 12 مارچ 1990ء کو مرکزی سیکرٹریٹ تحریک منہاج القرآن ماڈل ٹاؤن میں شب برأت کے عظیم الشان اجتماع سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے خصوصی خطاب فرمایا جس کی نہایت اہمیت کے پیش نظر ایڈیٹ کر کے نظر قارئین کیا جا رہا ہے۔ خطاب کی سی ڈی نمبر 69 ہے۔ منجانب: ادارہ دختران اسلام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَتُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰہِ جَمِیۡعًا اَیُّہَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ. (النور، ۲۴: ۳۱)

محترم مشائخ و علماء کرام، معزز خواتین وحضرات اور عزیزان گرامی قدر! اللہ رب العزت کا شکر ہے جس کی توفیق وعنایت سے ہم آج 15 شعبان المعظم کی اس مبارک رات میں جسے قرآن مجید نے لیلۃ المبارکۃ کے ساتھ تعبیر فرمایا اور جس رات میں اہم حکمت والے کاموں کی تقسیم فرمائی جاتی ہے۔ جس رات میں ملائکہ کو سال بھر کے امور سپرد کئے جاتے ہیں۔ جس رات میں لوگوں کے اعمال اللہ کے حضور پیش کئے جاتے ہیں۔ جس رات میں اللہ جل مجدہٗ اپنی شان رحمت اور اپنی شان قدرت کے ساتھ آسمان دنیا پر خود نزول اجلال فرماتا ہے اور اپنی رحمت، بخشش اور مغفرت کی خیرات لٹانے کے لئے روئے زمین پر غفلت کی نیند سونے والوں کو پکار، پکار کر بیدار فرماتا ہے اور خود پوچھتا ہے کہ ہے کوئی مجھ سے آج معافی مانگنے والا کہ میں اسے معاف کردوں، ہے آج مجھ سے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اس کی توبہ قبول کرلوں، ہے آج مجھ سے کوئی رحمت اور بخشش کی خیرات مانگنے والا کہ میں اس کی جھولیاں بخشش اور رحمت کی خیرات کے ساتھ بھردوں۔

آج اس مبارک رات میں رب ذوالجلال کی رحمت اس کے وعدہ کے مطابق جوبن پر ہے۔ اس کی بخشش و مغفرت جوبن پر ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ہمارے دلوں کی جھولیاں کھل جائیں۔ ہماری روحوں کے دامن اس کے حضور پھیل جائیں، ہماری آنکھیں برسات کی طرح برسنے لگیں، ہمارے ہاتھ اس کے

حضور بے ساختہ اٹھیں، ہمارے دل سینوں میں اور پہلوؤں میں تڑپیں۔ آج رات ہم اپنے گناہوں کو یاد کریں، اپنی خطاؤں کو یاد کریں، اپنی لغزشوں کو یاد کریں اور اپنی بندگی کی ٹوٹی پھوٹی پوجا لے کر اللہ رب العزت کے حضور سراپا سوال بن کر، سراپا التجا بن کر، سراپا التماس بن کر، سراپا بھکاری بن کر پیش ہوں۔ یقیناً اس کی بخشش و مغفرت ہم گناہگار بندوں کو اپنے دامن میں چھپالے گی۔ اس کی رحمت ہمارے سروں پر سایہ فگن ہوگی اور کوئی شخص بھی اللہ جل مجدہ کی رحمتوں کے خزانوں سے اپنی جھولیاں، اپنی بساط کے مطابق بھرے بغیر واپس نہیں لوٹے گا اور کچھ بعید نہیں کہ آج رات اللہ کے بندوں کی آنکھوں سے گرتے ہوئے آنسو، لوگوں کے سینوں سے اٹھتی ہوئی آہیں اور صلوۃ التسبیح اور نماز وتوبہ و استغفار کی شکل میں لوگوں کی جبینوں کے سجدے، لاکھوں کی تعداد میں اٹھے ہوئے ہاتھ اللہ کی بارگاہ میں شرف قبولیت پاجائیں، اللہ کی رحمت کو ہماری حالت زار پر ترس آجائے، اس کے دریائے رحمت میں طغیانی آجائے، اس کی دریائے بخشش و مغفرت میں تلاطم آجائے اور آسمانوں سے اس کی بخشش و رحمت کے دروازے کھل جائیں، رب کریم، رب رحیم، رب غفور، آج رات یہ ہم پر کرم کردے کہ اس زمین کو امن کی خیرات مل جائے۔ اے رب ذوالجلال، اے رب ذوالمنن والعطاء، اے رب ذوالکرم والسخاء، اے تاجدار کائنات کے رب، اے ہم گناہگاروں کے رب! آج ہم 15 شعبان المعظم کی مبارک ساعتوں میں توبہ کا ذکر کرتے ہیں، تیری رحمت کا ذکر کرتے ہیں، تیری بخشش کا ذکر کرتے ہیں، تیرے کرم کا ذکر کرتے ہیں، تیری عطاء کی بات کرتے ہیں، تیرے جودوسخا کی بات کرتے ہیں، تیری پکاروں کی بات کرتے ہیں۔ اس امید پر کہ تیری بخشش کے دروازے کھل جائیں گے۔ آج تیری رحمت کی برسات اس زمین پر برسے گی، جس سے آگ بجھ جائے گی، عداوتیں اور نفرتیں مٹ جائیں گی اور تیری رحمت کا پانی اس تپتی ہوئی آگ کو بجھا کر بالخصوص کراچی کو سکون اور امن عطا کردے گا اور کراچی میں رحمت کا سویرا طلوع ہوگا۔

عزیزان محترم! جو آیت کریمہ میں نے تلاوت کی اس کے چند الفاظ جس میں اللہ جل مجدہ نے اہل ایمان سے فرمایا: ''اور تم سارے کے سارے مل کر اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو اے مومنو! تاکہ تم (ان احکام پر عمل پیرا ہوکر) فلاح پاجاؤ''۔ آج اس رات کی اہمیت کیا ہے؟ توبہ تو ہم سب کرتے ہیں ہر کوئی جدا جدا کرتا ہے، روتا بھی ہر کوئی ہے التجائیں بھی سب کرتے ہیں مگر آج ہزاروں، لاکھوں فرزندان اسلام مل کر بیٹھے ہیں اللہ کے حضور توبہ کرنے کے لئے، گڑگڑانے کے لئے، اتنے آنسو اتنی آنکھوں سے جو بہیں گے خدا جانے کس کی آنکھ کا گرا ہوا آنسو اس بارگاہ میں قبول ہوجائے، خدا جانے کس کی آہیں اس بارگاہ میں قبول ہوجائیں اور اگر ایک آنسو بھی کسی کا قبول ہوگیا تو سب لوگ جو یہاں بیٹھے ہیں ان کی زندگیاں سنور جائیں گی۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ قیامت کا دن ہوگا ایک گناہگار کو اس کے حساب و کتاب کے بعد دوزخ میں پھینکے جانے کا فیصلہ سنا دیا جائے گا جس پر ملائکہ اسے پکڑ کر دوزخ کے دروازے کی طرف لے کر چلیں گے۔ دوزخ کے دروازے پر پہنچ کر وہ ہر قسم کے واسطے دے گا اور اللہ کے حضور ہر قسم کی التجائیں کرے گا مگر فیصلہ صادر ہو چکا ہوگا۔ بالآخر سیدنا جبرائیل امین علیہ السلام کسی برتن میں کچھ پانی لائیں گے اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں پیش کر کے عرض کریں گے کہ حضور! دوزخ کی آگ کے شعلے اچھل رہے ہیں، لپک رہے ہیں، بڑے بلند ہو رہے ہیں اور آج جو اس کے حقدار ہیں ان کا دوزخ کے شعلوں سے بچاؤ ممکن نہیں ہے۔ آپ اس پانی کو اس آگ پر چھڑکیں۔ جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام وہ پانی چھڑیں گے تو وہ دوزخ کی آگ جو کسی واسطے سے بھی بجھ نہیں رہی ہوگی اس پر جب وہ چند بوندیں پانی کی گریں گی تو وہ بجھ جائے گی، پوچھا جائے گا حضور! یہ پانی کیا تھا؟ جس کے چند قطروں نے دوزخ کی اس آگ کے شعلوں کو بجھادیا؟ آپ ﷺ فرمائیں گے: ''یہ میری امت کے گناہگاروں کے آنسو تھے''۔ ان آنسوؤں نے دوزخ کے بلند ہوتے ہوئے شعلوں کو بجھادیا آج ہم اللہ کے حضور ان گناہگار آنکھوں کے وہی آنسو بہانا چاہتے ہیں۔

اللہ رب العزت نے فرمایا کہ تم سب مل کر توبہ کرو تاکہ اتنی کثرت کے ساتھ آنسو بہیں، اتنی کثرت کے ساتھ چیخ و پکار اللہ کے حضور ہو کہ پھر اس کی ذات اور اس کی رحمت کو ترس آ ہی جائے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے معمولات کے بارے میں حدیث پاک میں آتا ہے:

یہی 15 شعبان المعظم کی رات ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اچانک دیکھتی ہیں کہ آپ ﷺ کا بستر خالی ہے۔ دائیں بائیں نظر دوڑاتی ہیں مگر آپ ﷺ حجرہ مبارک میں کہیں دکھائی نہیں دے رہے، اسی پریشانی میں آقا علیہ السلام کی تلاش میں نکل کھڑی ہوتی ہیں اور تلاش کرتے کرتے جنت البقیع میں چلی جاتی ہیں جہاں مومنین اور مومنات کی قبریں ہیں اور دیکھتی ہیں کہ آقا علیہ السلام اس کے ایک کونے میں اللہ کے حضور سجدہ ریز ہیں اور رو رو کر اللہ کے حضور اپنی امت کی بخشش و مغفرت کے لئے دعائیں کر رہے ہیں پھر وہ پلٹ آتی ہیں آقا علیہ السلام سے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ 15 شعبان المعظم کی مبارک رات وہ رات ہے کہ جو شخص اس میں اللہ کے حضور رو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگے، کچھ سجدے اللہ کے حضور نظر کرے، توبہ و استغفار کرے تو اللہ رب العزت اس کی زندگی بھر کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ اس رات کے دامن کو یہ سعادت حاصل ہے کہ اس رات کو اور لیلۃ القدر کو یکبارگی قرآن پاک کے نزول کا شرف حاصل ہے۔ آقا علیہ السلام کے معمولات میں سے تھا کہ رات کے اندھیروں میں اٹھ جاتے تھے۔ اللہ کے حضور عبادت کرتے اور اس قدر

روتے کہ آپ ﷺ کی ریش مبارک آنسوؤں کے ساتھ تر ہوجاتی تھی۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی متفق علیہ حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں ہر روز اللہ کے حضور 100 مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ 70 مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ خشیت الٰہی کا یہ عالم آقا علیہ السلام کی زندگی میں اس قدر تھا کہ وہ ذات جس کی زندگی میں گناہ کا کوئی تصور و امکان ہی نہیں ہے۔ یہ وہ معصوم ذات ہے جن کے وجود پاک اور جن کے قدموں کے تصدق سے لوگوں کو نیکی کی سعادت، تقویٰ اور طہارت نصیب ہورہی ہے۔ گناہ جس معصوم ذات کی زندگی کے قریب بھی آنے کا تصور نہیں کرتا، وہ ذات رات بھر کھڑے ہوکر اللہ کے حضور رو رو کر استغفار کرتی ہے، توبہ کرتی ہے اور اس قدر مشقت اٹھاتی ہے کہ آپ کے قدمین شریفین متورم ہوجاتے۔ صحابہ کرامؓ عرض کرتے ہیں یارسول اللہ ﷺ! آپ کے تو اللہ پاک نے گناہ معاف فرمادیئے ہیں۔ آپ کو تو معصوم بنایا ہے۔ آپ کی زندگی کے دامن میں تو کوئی گناہ کا دھبہ نہیں بلکہ اس کا امکان تک بھی نہیں ہے پھر ساری رات کھڑے ہوکر اپنے مبارک قدموں کو متورم کرلینا، اتنی مشقت اٹھانا، اتنی ریاضت کرنا، اتنا مجاہدہ کرنا اس کی ضرورت کیا ہے؟

آقا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ کی یہ رحمتیں اور نعمتیں بجا مگر کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ میں رات کو آقا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ رات کے اندھیرے میں مصلے پر کھڑے ہوکر نوافل ادا کررہے تھے اور زار و قطار چشمان مقدس سے آنسو رواں تھے۔ اتنے آنسو رواں تھے کہ ریش مبارک ساری تر ہوگئی تھی اور اللہ کے حضور روکر عشق الٰہی اور خوف الٰہی اتنا جوش مار رہا تھا کہ سینہ اقدس سے حضور کے رونے کی آواز اس طرح آرہی تھی جس طرح آگ پر رکھی ہنڈیا میں پانی ابل رہا ہو، ہنڈیا کے پانی کے ابلنے کی طرح سینہ پاک سے عشق الٰہی اور خوف الٰہی کی کیفیت جوش میں تھی اور حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جب اذان کی آواز آتی اور اللہ کے حضور عبادت کے لئے بلاوا آتا تو آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس کا رنگ متغیر ہونا شروع ہوجاتا، کیفیت بدلنے لگتی، حال تبدیل ہونا شروع ہوتا، آپ ﷺ وضو کرکے مصلی پر آتے، نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو کیفیت بدل جاتی اور چشمان اقدس کا حال یہ ہوجاتا کہ اس لمحے حضور ﷺ ہمیں بھی پہچاننے کے قابل نہ رہتے۔ ہم اگر سامنے ہوتے تو حضور پہچان نہ سکتے۔ اللہ کے حضور پیش ہوتے وقت آقا ﷺ کی خشیت کی کیفیت یہ ہوتی کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرمارہی ہیں کہ مجھے بھی پہچان نہ سکتے تھے۔ یہ کیفیت تھی خوف الٰہی کی، یہ کیفیت تھی خشیت الٰہی کی، ان کی جو معصوم تھے، جو ساری امت کی بخشش و مغفرت کا باعث تھے، جو ساری کائنات کے گناہگاروں کو شفاعت کی خیرات لٹانے والے تھے۔

ایک طرف ہم ہیں کہ ساری زندگی کا ایک ایک لمحہ غفلت کی نظر ہو رہا ہے، ہم اللہ کو بھول چکے ہیں، اسے فراموش کر چکے ہیں، ہم نے اللہ کی بندگی کا طوق گلے سے اتار دیا ہے۔ ہماری جبینیں اللہ کے حضور سجدوں نا آشنا ہوگئیں، دل عشق الٰہی میں تڑپنے سے نا آشنا ہوگئے، سینے خوف الٰہی کی کیفیات سے نا آشنا ہوگئے، راتیں غفلتوں کی نظر ہوگئیں، دن اللہ کی نافرمانیوں کی نظر ہوگئے، آنکھیں اللہ کے حضور آنسوؤں اور نمیوں سے نا آشنا ہوگئیں اور پھر ہم یہ تصور کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے مقرب بندوں جیسی رحمتوں اور نعمتوں کے حقدار ٹھہرائے جائیں۔ دوستو! حضرت یحییٰ علیہ السلام جو حضرت زکریا علیہ السلام کے صاحبزادے تھے، برگزیدہ نبی تھے (ان کے بچپن کی بات عرض کر رہا ہوں) ایک معصوم نبی ہیں اور پھر معصوم عمر بچپن کا زمانہ ہے۔ صرف 6,5 برس کی عمر ہے جس عمر میں گناہ کا تصور بھی کسی انسان کو نہیں ہوتا، جس عمر میں توبہ اور معافی کا تصور بھی کسی کو نہیں ہوتا۔ عمر کے اس دور میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی کیفیت یہ تھی کہ جنگلوں میں چلے جاتے، صحراؤں میں چلے جاتے، پہاڑوں میں چلے جاتے اور کئی کئی دن، کئی کئی راتیں کھائے پیئے بغیر سجدے میں گر کر اللہ کے حضور رونے میں بسر کر دیتے تھے۔ ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپتے، آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات بہتی۔

ایک مرتبہ جب کئی دن گزر گئے اور گھر نہ آئے تو آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو تلاش کرتے کرتے ایک پہاڑ کی غار میں جا پہنچیں۔ والدہ ماجدہ کے قدموں کی آہٹ سن کر انہوں نے سر اٹھایا مگر ہر وقت چونکہ موت اور اللہ کے حضور پیش ہونے کا خیال تھا لہذا یہ سمجھا کہ شاید ملک الموت میری روح قبض کرنے کے لئے آ گیا ہے۔ سر اٹھایا اور فرمانے لگے! ایسے لگتا ہے کہ ملک الموت کہیں تو میری روح قبض کرنے کے لئے آ گیا ہے اور آنے والے! اگر تو ملک الموت ہے تو ٹھہر جا! میں آخر میں اپنی والدہ کی خدمت میں جا کر سلام عرض کر لوں اور والدہ سے دعائیں لے لوں پھر میری روح قبض کر لینا۔ اتنے میں کان میں آواز آتی ہے بیٹا میں تو خود تیری والدہ ہوں جو تیری تلاش میں ادھر آ نکلی ہوں، کئی دن سے تو کھانا پینا بھول گیا ہے، بیٹے ذرا ماں کی ممتا کو تو دیکھ۔ اے یحییٰ! تیری 5 برس کی عمر ہے اور تو رو رو کر التجا کر رہا ہے کہ باری تعالیٰ میرے گناہ معاف فرما، باری تعالیٰ میری توبہ قبول فرما، باری تعالیٰ مجھے جہنم کی آگ سے نجات دے دے۔ باری تعالیٰ قیامت کے دن مجھ سے سخت گرفت نہ فرمانا، بیٹے یحییٰ اس چھوٹی سی معصوم عمر میں تو کن گناہوں کی بات کرتا ہے، کس دوزخ کی بات کرتا ہے، اللہ کے خوف میں تیرا کھانا، پینا چھوٹ گیا، اللہ کے خوف میں تیری نیند اچاٹ ہوگئی، اللہ کے خوف میں تیری زندگی آرام سے خالی ہوگئی۔ اللہ کے خوف میں تجھے بستر بھول گیا ہے۔ اس عمر میں تو بچے بستر پر آرام کی نیند سوتے ہیں، اس عمر میں بچوں کو تو مرنے کا تصور بھی نہیں ہوتا، اس عمر میں بچوں کو دوزخ کا تصور نہیں ہوتا، یحییٰ تیری یہ کیفیت

کیوں ہوگئی؟ آج 7 واں دن ہے تو کھانا پینا چھوڑ کر پہاڑوں کی غاروں میں روئے جارہا ہے۔ کسی کو خبر نہیں یحیٰی (علیہ السلام) کہاں ہیں؟ تلاش کرتے کرتے ایک چرواہا نظر آیا اس کے ساتھ کچھ بکریاں تھیں اس چرواہے سے پوچھا کہ چرواہے! ادھر کہیں میرا بیٹا یحیٰی (علیہ السلام) روتا ہوا نظر آیا ہو، کہیں تو نے اسے دیکھا ہو، کئی دن گزر گئے آج وہ پلٹ کر گھر نہیں آیا۔ چرواہے نے کہا کہ مجھے یحیٰی (علیہ السلام) کی تو خبر نہیں صرف اتنا جانتا ہوں کہ آج کئی دن سے اس غار میں کسی معصوم بچے کے رونے کی آواز آتی ہے، دن رات وہ مسلسل رو رہا ہے۔ آج چوتھے دن سے اس کے رونے اور آہ و زاری اور چیخ پکار کی دردناک آواز سن کر میری بکریوں نے بھی کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔ میری بکریوں کی آنکھوں سے آنسو بہتے رہتے ہیں۔ خدا جانے نماز میں اس درد کے ساتھ رونے والا گناہگار کون ہے؟ وہ سمجھ گئیں کہ اس درد بھری آواز میں رونے والا یحیٰی (علیہ السلام) کے سوا اور کون بچہ ہوسکتا ہے؟ قریب گئیں تو وہ حضرت یحیٰی علیہ السلام تھے۔ جب اٹھے تو ماں نے فرمایا: بیٹے گھر چلو تو کیوں روتا ہے؟ فرمانے لگے: امی جان! کیا آپ مجھ سے یہ وعدہ کرتی ہیں کہ اگر قیامت کے دن میری گرفت ہوئی اور دوزخ کا فیصلہ سنادیا گیا تو آپ مجھے بچالیں گی۔ والدہ ماجدہ نے فرمایا: بیٹا میں تو دوزخ سے اور قیامت کی گرفت سے بچانے کا وعدہ نہیں کرسکتی۔ فرمایا امی جان! اگر آپ اس دن مجھے چھڑوانے کا وعدہ نہیں کرسکتیں تو آج رونا کیوں چھڑاتی ہیں؟ پھر مجھے جی بھر کے رو لینے دیں۔

حضرت یحیٰی علیہ السلام کا اللہ کے خوف خشیت میں رونے کا یہ عالم تھا کہ آپ کے والد گرامی حضرت زکریا علیہ السلام اپنے خطابات کے دوران جب حضرت یحیٰی کو موجود دیکھتے تو خوف الٰہی کے مضمون کو بیان نہ کرتے تھے اور جب دیکھتے وہ موجود نہیں تب لوگوں کو یہ مضمون سناتے تھے اور ادھر حضرت یحیٰی علیہ السلام کی کیفیت یہ تھی کہ اللہ کے خوف کا ذکر سننے میں لذت کا یہ عالم ہوتا کہ چھوٹے سے بچے تھے اور ستونوں کے پیچھے چھپ کر کھڑے ہوجاتے کہ میرے والد گرامی وہ مضمون بیان کریں اور میں سن لوں۔ ایک روز ستون کے پیچھے چھپ کر کھڑے ہیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے سمجھا کہ شاید یحیٰی علیہ السلام یہاں موجود نہیں ہیں۔ یہ خیال کرکے آپ نے خوف الٰہی کا جو مضمون بیان کیا ابھی چند کلمات ارشاد فرمائے تھے کہ ایک چیخ نکلی اور بے ہوش ہوکر زمین پر گر پڑے۔ حضرت زکریا علیہ السلام سمجھ گئے کہ میرے بیٹے یحیٰی موجود تھے۔ اٹھا کر گھر لائے چارپائی پر لٹایا اور 6,5 دن کھائے پیئے بغیر بے ہوشی کی حالت میں رہے۔ ہوش میں آئے پھر جنگلوں کی طرف چلے گئے۔

دوستو! وہ لوگ جن کا اللہ کے ساتھ ایک تعلق استوار ہوگیا تھا، جنہوں نے اپنے اندر اللہ کی بندگی

کے شعور کو بیدار کرلیا تھا، جنہوں نے اپنے اندر عشق الٰہی کی شمع جلالی تھی، جنہوں نے اپنے من کو محبت الٰہی سے آباد کرلیا تھا، جنہوں نے اپنی روح کو خشیت الٰہی کی لذت اور حلاوت و چاشنی سے آشنا کرلیا تھا۔ ان کی کیفیت تو یہ تھی کہ آنکھیں روتے روتے تھمتی نہ تھیں اور کہاں ہم دنیا کے حرص ولالچ میں برباد ہوجانے والے، زر پرستی، ہوس پرستی، نفس پرستی، جاہ و منصب اور دنیا طلبی کے جہنم میں اپنے آپ کو گرا کر تباہ کرلینے والے، جنہوں نے اپنے چہرے اللہ تعالیٰ سے پھیر لئے، خشیت الٰہی کا تصور ہماری زندگیوں میں باقی نہ رہا، توبہ کے تصور اور خوف الٰہی سے ہماری زندگیاں خالی ہوگئیں۔ ہماری آنکھیں اللہ کے حضور پرنم ہونے سے ناآشنا ہوگئیں۔ ہم فرعونیت کا بت بن کر، تمکنت کا بت بن کر، غرور وتکبر کا بت بن کر، حسد کا بت بن کر، جاہ طلبی کا بت بن کر، رعونت کا بت بن کر اللہ کی زمین پر اکڑ کر چلتے ہیں، کسی کو مال و دولت کا غرور ہے، کسی کو جاہ و منصب کی تمکنت ہے، کسی کو دنیا کا غرور اور نشہ ہے اور ہم بھول گئے کہ قیامت کے دن اگر اللہ کی رحمت نے ہم سے منہ پھیر لیا اور یہ آواز آگئی کہ اے متکبر ومغرور بندے! زندگی میں مجھے بھولنے والے بندے! آج رب کی رحمت تمہیں بھولتی ہے تو ہمارا حشر کیا ہوگا؟ ہماری کیفیت کیا ہوگی؟

سیدنا امام زین العابدینؓ حج کے سفر پر آتے ہیں، گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں، احرام باندھتے ہیں، سفر پر روانہ ہوتے ہیں اور اپنی زبان سے بآواز بلند کہتے ہیں لبیک اللھم لبیک، ''حاضر ہوں میرے اللہ میں حاضر ہوں''۔ لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک۔ ان کلمات کے لئے زبان کھولتے ہیں پہلا لفظ زبان سے نکلتا ہے ''لبیک'' سیدنا امام زین العابدینؓ جن کی پیشانی پر سجدے بھی فخر کرتے ہوں گے، جن کے آنسوؤں پر اطاعت فخر کرتی ہوگی، جو سجدوں کی زینت، جو عبادت کی زینت، جو زہد کی زینت، جو ورع کی زینت، جو تقویٰ کی زینت، جو عبادت گزاروں کی زینت، جونہی زبان سے لفظ لبیک نکلا تو ساتھ ہی ایک چیخ نکلی اور بے ہوش ہوکر گر پڑے اور تین دن حضرت امام زین العابدین کو ہوش نہیں آیا۔ مناسک رہ گئے، جب ہوش میں آئے، لوگوں نے پوچھا: امام عالی مقام آپ کے ساتھ کیا ہوا؟ فرمانے لگے! جب میں اللہ کے حضور آیا اور میں نے عرض کیا لبیک ''اے اللہ میں حاضر ہوں'' تو مجھے اپنے گناہ یاد آگئے، اپنی نافرمانیوں پر نظر پڑگئی اور یہ خیال آیا کہ علی (آپ کا نام چونکہ علی اوسط تھا) تو اللہ کے حضور تو پیش ہوکر عرض کررہا ہے لبیک میں حاضر ہوں مگر تیری نافرمانیوں کو دیکھ کر اگر اللہ کی بارگاہ سے یہ جواب آگیا کہ جا تیرا آنا ہم قبول نہیں کرتے تو پھر کیا کہے گا؟ بس اتنا خیال آنے کی دیر تھی کہ چیخ نکلی اور بے ہوش ہوکر گر پڑا۔ پھر یہی امام زین العابدین ہیں۔ کعبہ کا صحن ہے۔ لوگ اللہ کے گھر کا طواف کرنے میں

مصروف ہیں پچھلی رات کا وقت ہے۔ لوگ دیکھتے ہیں کہ کوئی جوان چہرے پر نقاب اوڑھے ہوئے مقام ملتزم پر کھڑا ہے اور کعبہ کا غلاف ہاتھ میں تھامے ہوئے رو رہا ہے اور عرض کر رہا ہے کہ باری تعالیٰ! مجھے معاف کر دے! میرے گناہ اتنے ہیں کہ تیری ساری کائنات میں ریت اور مٹی کے اتنے ذرے نہیں، میرے گناہ اتنے ہیں کہ تیری ساری کائنات کے سمندروں میں پانی کے اتنے قطرے نہیں، میرے گناہ اتنے ہیں کہ تیری پوری زمین پر اتنے پتے نہیں، تیری کائنات میں اتنی وسعتیں نہیں، تیری ساری زمین پر مجھ سے بڑھ کر کوئی گناہگار نہیں، مجھ سے بڑھ کر کوئی نافرمان نہیں، مجھ سے بڑھ کر خطا کار کوئی نہیں، میری زندگی کے دن تیری نافرمانی میں بیتے، راتیں نافرمانی میں بیتیں اور تو اگر مجھے جہنم میں ڈال دے تو تیرے سارے دوزخ مل کر بھی اے اللہ میرے گناہوں پر مجھے جلانے کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ اے اللہ! تو میری خطاؤں کو معاف کر دے اتنی درد بھری آواز سے وہ شخص رو رہا تھا کہ ساری رات گریہ زاری میں بیت گئی، آنسو گرتے رہے، آہیں بلند ہوتی رہیں، سسکیاں بلند ہوتی رہیں، کعبہ کی فضائیں اس جوان کی سسکیوں سے معمور ہوتی رہیں اور ساری رات وہ شخص اپنے گناہوں کا نام لے لے کر، نافرمانیوں کی بات کر کر کے اتنا رویا کہ طواف کرنے والوں کے قدم تھم گئے، لوگ طواف کعبہ بھول گئے، لوگوں کی اپنی عبادتیں اور دعائیں بھول گئیں اور بہت سے لوگوں نے طواف چھوڑ کر جوان کو پکڑ لیا اور آ کر کہا اے گناہگار جوان! لگتا ہے کہ تیرے جیسا اس پوری دنیا میں کوئی گناہگار نہیں، تیرے رونے سے اندازہ ہوتا ہے کہ زمین پر تجھ سے زیادہ کوئی گناہگار نہیں، تو کوئی بڑے گناہ کر کے آیا ہے، بڑی نافرمانیاں کر کے آیا ہے۔

اے گناہگار نوجوان! اب رونا بند کر ہمارے جگر پھٹنے کو ہیں۔ ہم سب مل کر تیرے لئے اللہ کے حضور سفارش کرتے ہیں کہ وہ تیرے گناہ معاف کر دے۔ انہوں نے کہا اے مولا! ہم سارے تیری بارگاہ میں دعا کرتے ہیں ہماری سفارش قبول کر، ہمارے طواف اور دعاؤں کے صدقے اس جوان کے گناہ معاف کر دے مگر جوں جوں لوگ سفارش کرتے اس کی گریہ و زاری اور تڑپنا بڑھتا چلا جاتا۔ لوگوں نے اسے اٹھایا اور کہا کہ اے جوان! خدا کے لئے چہرے سے پردہ تو ہٹاؤ ہمیں دکھاؤ تو اپنا چہرہ تاکہ پتہ تو چلے کہ اتنا بڑا گناہگار جسے اللہ کے گھر آ کر بھی اپنی بخشش کی امید نہیں ہے وہ ہے کون؟ جب چہرے سے پردہ ہٹایا تو لوگ غش کھا گئے کہ وہ حضرت امام زین العابدینؓ تھے جن کی ساری زندگی اللہ کے حضور رونے میں بیت گئی۔ لہذا وہ لوگ! جن سے ہمیں عبادت کا تصور ملا، جن سے ہمیں آہ و زاری کا درس ملا، ان کے رونے تڑپنے کا عالم یہ ہے۔ توبہ کرنے کا ڈھنگ وہ جانتے تھے، اللہ سے معافی مانگنے کا سلیقہ وہ جانتے تھے، خشیت، رقت، گریہ

زاری معافی طلب کرنے کا حق تو وہ ادا کرتے تھے۔ جیسے ساری رات رو کر اور ساری رات عبادت کرکے آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی زبان اقدس سے پھر یہ نکلتا۔

ما عبدنک حق عبادتک. ''مولا تیری عبادت کا حق ادا نہیں ہو سکا''۔

امام اعظم حضرت ابو حنیفہؒ شریعت اور فقہ وعلم کے امام۔ نماز عشاء پڑھ کر فارغ ہوئے گھر گئے اور کپڑے بدل کر اور غلامانہ لباس پہن کر تھوڑی دیر کے بعد پھر آ گئے اور مسجد کے کونے میں کھڑے ہوگئے۔ چراغ جل رہا تھا وہ جلتا رہا اور ایک شخص چھپ کر دیکھتا رہا کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ قال اللہ وقال الرسول ﷺ پڑھاتے، اللہ کا دین پھیلاتے اور وعظ کرتے دن تو دیکھے ہیں آج ابوحنیفہؒ کی راتیں بھی دیکھیں کہ کیسے بسر ہوتی ہیں؟ ایک طرف چھپ کر دیکھا امام اعظم ابوحنیفہ کے ہاتھ آپ کی داڑھی مبارک پر ہیں۔ عشاء سے لے کر فجر تک اپنی داڑھی تھام کر کھینچ کر اللہ کے حضور التجاء کرکے کہتے رہے اے مولا! ابوحنیفہ بڑا گناہگار ہے، اس کے پاس کوئی نیکی، کوئی عبادت نہیں جو تیرے حضور پیش کر سکے تو اس داڑھی کا حیاء رکھ لینا اور رو رو کر غش کھا کر گر جاتے اور جب ہوش آتا تو زبان سے یہی جملہ ادا ہوتا کہ اگر ابوحنیفہ بخشا گیا تو بڑے تعجب کی بات ہوگی؟ اس طرح جب فجر کا وقت آ گیا تو ایک شخص (موذن) قریب آیا تو آپؒ نے سمجھا کہ شاید نماز عشاء پڑھ کر یہ گھر جانے کے لئے چراغ اٹھانے آیا ہے۔ آپؒ متوجہ ہوئے اور پوچھا اپنا چراغ اٹھانے آئے ہو۔ اس نے کہا کہ اب تو رات بیت گئی ہے اور فجر ہوگئی۔ چراغ اٹھانے کے لئے نہیں چراغ بجھانے کے لئے آیا ہوں۔ پھر انہوں نے کہا کہ جو کچھ تو نے دیکھا اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ لوگو! اللہ کے حضور بندگی تو وہ ہے جو ان لوگوں نے ادا کی۔

حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ بیان فرماتے ہیں کہ ایک ولی اللہ جو نہایت متقی اور عبادت گزار تھا کی جوانی کے عالم میں موت واقع ہوگئی۔ ایسا عاشق صادق تھا کہ جس کی ساری جوانی اللہ کی بارگاہ میں تڑپتے اور روتے گزر گئی۔ خشیت الٰہی میں رو رو کر پتلا ٹہنی کی طرح ہوگیا تھا۔ دن بھر اللہ کے حضور روتا اور عبادت کرتا رہتا اور جب رات ہوتی تو کمرے میں جاتا چھت کے ساتھ ایک رسی لٹکی ہوئی تھی اسے اپنے گلے میں ڈالتا اور اللہ کے حضور ساری رات ایک غلام بن کر پھانسی کا سا پھندہ گلے میں ڈال کر روتا، سجدہ ریز ہوتا اور جب کبھی اونگھ آتی تو اس پھندے کی وجہ سے آنکھ کھل جاتی، ساری جوانی، ساری عمر، سارے دن، ساری راتیں اللہ کے حضور اس طرح شان غلامی کے ساتھ بیت گئے۔ جب وفات کا وقت قریب آیا تو اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کیا کہ امی جان! میں اللہ کا بڑا نافرمان بندہ تھا، عمر بھر اللہ کی بندگی سے بھاگا رہا، عبادت سے دور رہا، اب میری موت کا

وقت قریب آرہا ہے، مجھے ڈر ہے کہ میرا حشر نہ جانے کیا ہوگا؟ امی جان! میری تین درخواستیں ہیں وہ پوری کردینا۔ والدہ نے کہا بیٹا پوری کردوں گی بولو کیا ہیں؟ عرض کیا: امی جان! جب مرجاؤں اور میری روح قفس عنصری سے پرواز کرجائے تو میرے گلے میں وہی رسی کا پھندہ ڈال دینا اور گھر کے صحن میں میری لاش کو گھسیٹ کر چاروں طرف گھمانا اور بلند آواز سے کہنا لوگو! اللہ کے نافرمانوں کا حال یہ ہوتا ہے اور خدا کی بندگی سے بھاگنے والوں کی موت اس طرح ہوتی ہے۔ دوسری درخواست یہ کہ جب مرجاؤں تو میرا جنازہ رات کے اندھیرے میں اٹھانا کہ دیکھنے والے میرے جنازے کو دیکھ کر کہیں طعنہ نہ دیں کہ گناہگار کا جنازہ جارہا ہے اور تیسری بات جب مجھے قبر میں دفن کردیا جائے تو مجھے علم ہے عذاب ہوگا لہذا میری ماں میری قبر پر کچھ دیر کھڑے رہنا کہ شاید بخشا نہ جاؤں تو ممکن ہے آپ کے قدم کے طفیل میرا مولا مجھے معاف فرمادے۔

والدہ نے وعدہ کرلیا حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ فرماتے ہیں کہ جب اس کا انتقال ہوگیا تو بادل نخواستہ والدہ نے وعدہ کو نبھانے کے لئے رسی لے کر اپنے اس جوان بیٹے کی میت کے گلے میں ڈالنے ہی والی تھیں کہ ہاتف غیبی سے آواز آئی اے نیک خاتون ہٹ جا! تمہیں کیا خبر یہ تو ہمارا عاشق تھا، یہ تو ہمارا دوست تھا۔ ادھر اس کی روح جسم سے نکلی ادھر عرش پر ہم نے اس کو قبول کرلیا اور اللہ کے عاشقوں اور دوستوں کا عالم بڑا پیارا ہوتا ہے۔

دوستو! وہ لوگ جن کے اندر اللہ کی بندگی اور اللہ کے تعلق کی معرفت پیدا ہوگئی تھی ان کے دن، ان کی راتیں، اللہ کے حضور روتے تڑپتے بیت جاتی تھیں۔ ان کو تو رونے کے سوا کوئی اور چارہ نہ تھا۔ یہی رونا ان کی توبہ تھی، یہی رونا ان کی عبادت تھی، یہی رونا ان کی التجا تھی، یہی رونا ان کی دعا تھی اور اللہ کے حضور ساری زندگی کا ایک ایک لمحہ وہ اس طرح رونے دھونے میں بسر کرتے تھے۔ مگر آج ہم اس رونے والی آنکھ سے محروم ہوگئے، جب سے ہم رونے والی آنکھ سے محروم ہوئے اللہ سے ہمارا تعلق ٹوٹ گیا۔ لہذا دنیا کے گورکھ دھندوں میں اپنے آپ کو تباہ کرنے والو! اور اس محبت کرنے والے رب سے منہ موڑنے والو! ہم ذرا اپنا حال بھی دیکھیں اور اس رب کریم کا حال بھی دیکھیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب اندھیرا چھا جاتا اور ہم بستر پر غفلت کی نیند سوجاتے ہیں تو رب کریم کی آواز آتی ہے کہ میرے بندے، میری محبت کا دم بھرنے والے! دیکھ میں تمہیں یاد کررہا ہوں اور تو غفلت کی نیند سورہا ہے۔ حضرت بابا فریدؒ فرماتے ہیں کہ

؎ اٹھ فریدا ستیا تو جھاڑو دے مسیت   تو ستا او جاگدا تیری ڈاڈے نال پریت

دوستو! ہم اللہ کے بندے ہوکر غفلت کی نیند سوئیں اور محبت کرنے والا رب آوازیں دے اور وہ پوچھے کہ ہے کوئی مجھ سے معافی مانگنے والا کہ میں معاف کردوں، ہے کوئی مجھ سے بخشش کی خیرات طلب کرنے والا کہ میں خیرات سے اس کی جھولی بھردوں۔ ہے کوئی مجھ سے گناہوں کی معافی طلب کرنے والا کہ میں اس کے گناہ معاف کردوں۔ ہم کتنے ظالم ہیں کہ سارا دن دنیا طلبی میں بیت جائے، رات آئے اور ہم آرام کی نیند سوجائیں۔ ہم کس طرف جارہے ہیں؟ آج سوچنے کی رات ہے۔ اپنے گریبان پکڑ کر جھنجھوڑو ہم کیا یہ چہرہ لے کر خدا کے حضور ہم پیش ہوں گے؟ ہمارے آقا تو رات بھر عبادت کرتے کرتے اپنے قدمین شریفین متورم کرلیں اور ہم جن کی زندگی کا لمحہ لمحہ گناہوں سے لت پت ہے ہم نے راتوں کو جاگ کر اللہ سے دو باتیں بھی کرنا چھوڑ دیں۔ رات کی گھڑیاں اللہ سے تعلق جوڑنے کے لئے بڑی مفید گھڑیاں ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے:

جب رات ڈھلتی جاتی ہے اور پچھلا پہر آتا ہے تو رب کریم اپنی رحمت اور قدرت کی شان سے آسمان دنیا پر اتر آتا ہے اور آواز دیتا ہے میرے بندو! مانگ لو مجھ سے، میری عطا تمہاری جھولی میں آنے کو ہے۔

ہماری بندگی اس وقت تک بندگی نہیں ہے جب تک کم از کم ہم یہ تہیہ نہ کریں کہ ہم رات کی چند گھڑیاں اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوکر رونے دھونے میں نہ گزار دیں۔ آج کی رات ہمیں اللہ کے حضور توبہ کرنی ہے۔ اپنے گناہوں پر معافی مانگنی ہے اور یہ عہد کرنا ہے کہ اے مولا! آج ہم تیری ذات سے اپنا تجدید بندگی کرتے ہیں۔ آج ہمیں منافقت، دجل و فریب سے توبہ کرنی ہے۔ ہم اللہ کی مخلوق پر ظلم کرتے ہیں۔ مسلمان مسلمان کا گلا کاٹ رہا ہے مسلمان کی گولی سے مسلمان کا سینہ چھلنی ہورہا ہے۔ مسلمان مسلمان کو ذبح کررہا ہے۔ ہم نہ اللہ کا حق ادا کررہے ہیں اور نہ اللہ کی مخلوق کا حق ادا کررہے ہیں۔ ہمارا پیار پیسے، کوٹھیوں، مال و دولت، جاہ و منصب، زر دنیا، دنیا کی مختلف نعمتوں اور آسائشوں سے ہے مگر آؤ آج اپنے پیار کی جھوٹی دنیا سے نکل کر اپنے پیار کی ڈوری اللہ کے ساتھ باندھ لیں اور جو کچھ آج مانگیں پھر اس پر استقامت کے ساتھ رہیں اور پیچھے نہ ہٹیں۔ ابھی ہم روشنیاں بجھا کر اللہ کے حضور ہم سب متوجہ ہوکر اپنے گناہوں کو یاد کریں گے، لغزشوں کو یاد کرکے مراقبے کی حالت میں سر جھکا کر بیٹھیں گے اور ہم میں سے ہر شخص سمجھے کہ میں مجرم ہوں اور آج اپنے اللہ کے دروازے پر قیدی بن کر پیش ہوں اور پھر گریہ و زاری اس طرح کریں گے کہ اس کو ہماری حالت زار پر ترس آجائے۔

☆☆☆☆☆

رمضان المبارک میں

روزہ اور زکوٰۃ کی اہمیت و فضیلت

سعدیہ کوثر

روزہ دین اسلام کا تیسرا اور اہم رکن ہے۔ روزہ کو عربی زبان میں ''صوم'' کہتے ہیں۔ لفظ صوم کے لغوی معنی ''روک لینے'' کے ہیں۔جبکہ شرعی اصطلاح میں عبادت کی نیت سے بوقت طلوع فجر تا غروب آفتاب اپنے آپ کو کھانے پینے اور نفسانی خواہشات سے باز رکھنے کا نام روزہ ہے۔

روزے کی اہمیت قرآن حکیم کی روشنی میں

قرآن حکیم کی بہت سی آیات میں روزے کی اہمیت اور فرضیت کا حکم ملتا ہے۔ سورۃ البقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ.

''اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ''۔ (البقرہ،۲:۱۸۳)

روزہ بظاہر ایک مشقت والی عبادت ہے لیکن حقیقت میں اپنے مقصد اور نتیجے کے لحاظ سے یہ دنیا میں موجب راحت اور آخرت میں باعث رحمت ہے۔ روزہ دار دن بھر اپنے رب کے حکم کی تعمیل میں نہ کچھ کھاتا ہے نہ پیتا ہے لیکن افطار کے وقت اس پابندی کے اختتام کو بھی اپنے لئے باعث مسرت سمجھتا ہے۔

روزہ ہر بالغ مسلمان مرد اور عورت دونوں پر یکساں طور پر فرض ہے اور بغیر کسی سخت مجبوری کے، اس کو چھوڑنے کی اجازت نہیں۔ قرآن پاک میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْكِیْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. (البقرہ،۲:۱۸۴)

''(یہ) گنتی کے چند دن (ہیں) پس اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں (کے

روزوں) سے گنتی پوری کر لے، اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو ان کے ذمے ایک مسکین کے کھانے کا بدلہ ہے، پھر جو کوئی اپنی خوشی سے (زیادہ) نیکی کرے تو وہ اس کے لیے بہتر ہے، اور تمہارا روزہ رکھ لینا تمہارے لیے بہتر ہے اگر تمہیں سمجھ ہو"۔

دراصل رمضان کے مہینے میں انسان کے اندر دینی مزاج اور صبر و تقویٰ پیدا کرنے کے لئے مخصوص دینی فضا پیدا ہوجاتی ہے۔ اس ماہ کو نیکیوں کی فصل بہار قرار دیا گیا ہے۔ اس مہینے کو اللہ پاک نے اپنا مہینہ کہا ہے۔ اس مہینے میں ہر مسلمان اپنے اپنے ایمان اور تقویٰ کے مطابق حصہ پاتا ہے۔ جس سے وہ قلبی سکون حاصل کرتا ہے۔ اس ماہ کی ایک اور فضیلت یہ بھی ہے کہ قرآن مجید، فرقان حمید کا نزول بھی اسی بابرکت مہینے میں ہوا۔ یہ مہینہ نزول قرآن کی یاد بھی دلاتا ہے۔ اس مہینے میں جو روزوں کے ذریعے تقویٰ حاصل نہ کرے وہ اس کتاب پاک سے جو متقیوں کے لئے باعث ہدایت و مغفرت ہے، کما حقہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

روزے کی اہمیت۔ احادیث مبارکہ کی روشنی میں

جس طرح متعدد قرآنی آیات سے روزے کی فضیلت کا علم ہوتا ہے، اسی طرح روزے کی اہمیت کے بارے میں بے شمار احادیث بھی ملتی ہیں جن سے روزے اور رمضان کی قدر و منزلت کا پتہ چلتا ہے۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من صام رمضان وقامه ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه.

"جس نے ایمان اور اجر کی نیت سے روزے رکھے اور اس کی (راتوں) میں قیام کیا۔ اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے"۔

روزے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس نے بلاعذر یا بلا مرض ایک روزہ بھی ترک کیا تو ساری عمر کے روزے بھی اس کا کفارہ نہیں بن سکتے"۔ (رواہ البخاری)

روزہ دار چونکہ اپنے خالق و مالک کے حکم کی بجا آوری کرتے ہوئے دن بھر کھانے پینے اور ممنوعہ احکامات سے ممکن حد تک بچنے کی کوشش کرتا ہے، اس لئے افطار کے وقت اس کے لئے بہت زیادہ خوشی کا مقام ہوتا ہے۔ ایک تو افطار کرتے ہوئے بھوک پیاس کی حالت میں اللہ کی نعمتوں سے فیض یاب ہوتا ہے تو اسے ایک عجیب سی مسرت اور اطمینان کا احساس ہوتا ہے اور دوسرے وہ اس امید پر خوش ہوتا ہے کہ آخرت میں وہ اپنے

رب کا دیدار کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں، ایک خوشی اس کے افطار کے وقت اور ایک خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت''۔ (متفق علیہ)

بخاری اور مسلم میں ایک اور حدیث پاک میں روزہ اور روزہ دار کی فضیلت یوں بیان فرمائی گئی ہے: حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک کا نام ریان ہے اور اس میں سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔ (متفق علیہ)

ریان کا معنی ہے سیرابی چونکہ روزہ دار دنیا میں اللہ کے لئے بھوک اور پیاس برداشت کرتے ہیں، اس لئے انہیں بڑے اعزاز و احترام کے ساتھ اس سیرابی کے دروازے سے گزارا جائے گا اور وہاں سے گزرتے ہوئے انہیں ایسا مشروب پلایا جائے گا کہ پھر کبھی پیاس محسوس نہیں ہوگی۔ (عون الباری: ۲/۷۶)

روزہ دار کے لئے اللہ پاک نے سحری و افطاری کے اوقات مقرر کئے ہیں۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہوتی ہے۔ (رواہ البخاری: ۱۹۲۳) دوسری روایت میں ہے کہ سحری ضرور کی جائے خواہ پانی کا گھونٹ پی کر یا کھجور کے چند دانے کھا کر ہی کیوں نہ ہو اس سے روزہ رکھنے میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ (عون الباری:۲/۹۲)

تاجدار کائنات ﷺ نے فرمایا: آدمی کے ہر عمل کا ثواب اللہ تعالیٰ کے یہاں دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ہوجاتا ہے لیکن روزے کی تو بات ہی کچھ اور ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الا الصوم فانه لی وانا اجزی به.

مگر روزہ تو خاص میرے لئے ہے اس لئے اس کا ثواب اپنی مرضی سے جتنا چاہوں گا دوں گا۔

ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الصیام جنه من النار. ''روزہ آگ سے بچنے کیلئے ڈھال ہے''۔ (ابن خزیمہ)

رمضان المبارک کی فضیلت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ خلوص نیت اور تقویٰ کے حصول کے لئے رکھے گئے روزے انسان کو آخرت میں جہنم کی آگ سے بچاتے ہیں اور عذاب قبر سے بچانے میں بھی انسان کے کام آئیں گے۔ رمضان المبارک میں جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

متفق علیہ حدیث ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کردیئے جاتے ہیں۔

روزے کی رخصت کے مسائل

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حمزہ بن عمرو اسلمیؓ نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کیا میں سفر میں روزہ رکھوں؟ اور وہ کثرت سے روزہ رکھنے والے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر چاہے تو رکھ، چاہے نہ رکھ۔ (بخاری و مسلم)

سفر کی طرح جہاد میں بھی دشواری کے پیش نظر روزہ ترک کیا جاسکتا ہے اور اگر رکھا ہو تو توڑا جاسکتا ہے مگر اس کی صرف قضا ہوگی، کفارہ نہیں ہوگا۔

بڑھاپا بذات خود ایک بیماری ہے۔ اس میں بھی روزہ رکھنے کی بجائے فدیہ دیا جاسکتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بوڑھے آدمی کو روزہ نہ رکھنے کی رخصت دی گئی ہے لیکن وہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو (دو وقت کا) کھانا کھلائے اور اس پر کوئی قضا نہیں۔

حیض و نفاس والی عورت بھی اس حالت میں روزہ نہیں رکھ سکتی نہ نماز پڑھ سکتی ہے۔ البتہ بعد میں روزے کی قضا کرنا ہوگی نماز کی نہیں۔

دودھ پلانے والی اور حاملہ عورت کو روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے۔ بعد میں صرف قضا ہوگی۔

زکوٰۃ کی اہمیت و مسائل

زکوٰۃ دین اسلام کا چوتھا اور بنیادی رکن ہے۔ اس کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا بیان بیاسی مقامات پر آیا ہے۔

زکوٰۃ کے لغوی معنی ہیں پاک ہونا، بڑھنا، نشوونما پانا۔ جبکہ شرعی اصطلاح میں صاحب نصاب کا اپنے مخصوص مال کو خاص شرائط کے ساتھ، خاص شرح کے مطابق ادا کرنا، زکوۃ کہلاتا ہے۔

زکوٰۃ کی اہمیت قرآن حکیم کی روشنی میں

قرآن پاک میں متعدد آیات میں زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم آیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ. (البقرہ، ۲: ۴۳)

''اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ (مل کر) رکوع کیا کرو''۔

اس آیہ کریمہ میں جن احکامات الٰہی کا ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہیں۔ ۱۔نماز قائم کرنا، ۲۔زکوٰۃ دینا، ۳۔رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرنا یعنی اللہ کے حضور جھکنے والوں کے ساتھ جھکنا۔ اس کے احکامات کے آگے سر تسلیم خم کرنے والوں کے ساتھ سر تسلیم خم کرنا اور خداوند تعالیٰ کے تمام ارشادات اور فرمودات کی مکمل طور

پر اطاعت کرنے والوں کے ساتھ اطاعت کرنا۔

سورہ المزمل کا مطالعہ اور مفہوم کو پیش نظر رکھیں تو اس سورہ میں بھی زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔
زکوٰۃ کی اہمیت اس واقعہ سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ جب ایک گروہ نے بارگاہ نبوت پر حاضر ہوکر اسلام کی تعلیمات دریافت کیں تو آپ ﷺ نے اعمال میں سب سے پہلے نماز اور پھر زکوٰۃ کا ذکر فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے بعد جب بعض لوگوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ اول نے ان کے خلاف جہاد کیا۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے خلاف قرآن نے سخت وعید سنائی ہے جس کا اندازہ قرآن مجید کی ان آیات سے لگایا جاسکتا ہے:

''جو لوگ سونا چاندی سینت سینت کر (جمع کرکے، خزانہ بنا کر) رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ انہیں درد ناک عذاب کی خبر سنا دیجئے۔ اس (قیامت کے) دن اس (سونے چاندی) کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا۔ پھر اس کے ساتھ ان کے چہرے، ان کے پہلو اور ان کی پشتیں داغی جائیں گی اور کہا جائے گا یہ ہے وہ خزانہ جو تم اپنے لئے جمع کرکے لائے ہو۔ اب اس کا مزہ چکھو۔ جو تم جمع کرتے رہے تھے''۔
(سورہ التوبہ، ۳۴:۳۵)

چونکہ زکوٰۃ کے لغوی معنی ہی پاک کرنے کے ہیں اس لئے جو انسان زکوٰۃ ادا کرتا ہے وہ خدا کے حکم کے مطابق نہ صرف اپنے مال کو پاک کرلیتا ہے بلکہ اپنے دل کو بھی دولت کی ہوس سے پاک کرتا ہے۔ ادائیگی زکوٰۃ سے اسے یہ احساس ہوتا ہے کہ جو دولت وہ کماتا ہے، وہ درحقیقت اس کی اپنی ملکیت نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی امانت ہے۔

جب انسان دولت جیسی نعمت اللہ تعالیٰ کے حکم پر خرچ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے ایثار کی قدر کرتے ہوئے اس خرچ شدہ مال کو اپنے ذمہ قرض قرار دیتا ہے اور وعدہ فرماتا ہے کہ بندے کا یہ قرض وہ کئی گنا بڑھا کر واپس کرے گا۔ سورۃ التغابن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعِفْهُ لَکُمْ وَیَغْفِرْلَکُمْ ط وَاللّٰہُ شَکُوْرٌ حَلِیْمٌ. (التغابن، ۶۴:۱۷)

''اگر تم اللہ کو (اخلاص اور نیک نیتی سے) اچھا قرض دوگے تو وہ اسے تمہارے لیے کئی گنا بڑھا دے گا اور تمہیں بخش دے گا، اور اللہ بڑا قدر شناس ہے بُردبار ہے''۔

ان آیات مبارکہ کی رو سے زکوٰۃ کی ادائیگی انسان کے لئے آخرت کی نعمتوں کے حصول اور عذاب جہنم سے نجات کا ذریعہ ہے جس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہوسکتی۔

زکوٰۃ کی اہمیت احادیث کی روشنی میں

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

جب تو نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی تو تو نے اپنا فرض ادا کردیا۔ (ترمذی، ابواب الزکاۃ، رقم ۶۱۸، بیہقی، شعب الایمان رقم ۳۵۵۷)

حضرت حسن بصریؒ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اپنے مال و دولت کو زکوٰۃ کے ذریعے محفوظ بنالو اور اپنی بیماریوں کا علاج صدقہ کے ذریعے کرو اور مصیبت کی لہروں کا سامنا دعا اور گریہ وزاری کے ذریعے کرو''۔

زکوٰۃ ادا کرنے کے بارے میں طبرانی اور ابوداؤد میں احادیث درج ہیں جن میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے اردگرد بیٹھے لوگوں سے فرمایا: تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں''۔ حضرت ابوہریرہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! وہ (چھ چیزیں) کون سی ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

الصلاۃ، والزکاۃ، والامانۃ، والفرج، والبطن واللسان.

نماز، زکوٰۃ (کی ادائیگی)، امانت داری، شرم گاہ (کی حفاظت)، پیٹ (کو حرام سے بچانا) اور زبان (سے بری بات نہ کہنا)

مسائل زکوٰۃ

زکوٰۃ ان لوگوں پر فرض ہے جن کے پاس ایک خاص مقدار میں سونا، چاندی، روپیہ پیسہ یا سامان تجارت ہو۔ اس خاص مقدار کو نصاب کہتے ہیں۔ مختلف اشیاء کا نصاب یہ ہے:

۱۔ سونا ساڑھے سات تولے (87.48 گرام)   ۲۔ چاندی ساڑھے باون تولے (612.36 گرام)

زکوٰۃ کسی مال پر اس وقت واجب ہوتی ہے جب اسے جمع کئے ہوئے پورا ایک سال گزر چکا ہو۔

ادائیگی زکوٰۃ کے مصارف (مصارف مصرف کی جمع ہے جس کا معنٰی خرچ کرنے کی جگہ کے ہیں)

تقسیم زکوٰۃ کی مدات بھی اللہ تعالیٰ نے خود متعین فرمادی ہیں جو کہ سورہ التوبہ کی آیت نمبر ۶۰ سے واضح ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللهِ ؕ وَاللهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ. (التوبة، ۹: ۶۰)

''بے شک صدقات (زکوٰۃ) محض غریبوں اور محتاجوں اور ان کی وصولی پر مقرر کیے گئے کارکنوں اور ایسے لوگوں کے لیے ہیں جن کے دلوں میں اسلام کی الفت پیدا کرنا مقصود ہو اور (مزید یہ کہ) انسانی گردنوں کو (غلامی کی زندگی سے) آزاد کرانے میں اور قرضداروں کے بوجھ اتارنے میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں پر (زکوٰۃ کا خرچ کیا جانا حق ہے)۔ یہ (سب) اللہ کی طرف سے فرض کیا گیا ہے اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے''۔

ان آیات اور مصارف سے واضح ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ قرآن حکیم کی رو سے بنائے گئے آٹھ مصارف میں سب سے پہلے اپنے غریب و مستحق رشتہ داروں، پڑوسیوں، ملنے والوں، اپنے ہم پیشہ، اپنے شہر والوں اور بعد میں دوسرے لوگوں کو زکوٰۃ دی جائے۔ اس کے علاوہ خود دار، سفید پوش اور غیرت مند لوگ جو ناداری کے باوجود کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے، ان کو ترجیح دینی چاہئے۔

ادائیگی زکوٰۃ کے چند اصول

۱۔ زکوٰۃ صرف مسلمانوں ہی سے لی جاتی ہے۔

۲۔ وہ عزیز و اقارب جن کی کفالت شرعاً فرض ہے (مثلاً ماں، باپ، بیٹا، بیٹی، شوہر، بیوی وغیرہ) انہیں زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی البتہ دور کے عزیز غیروں کے مقابلے میں قابل ترجیح ہیں۔

۳۔ ایک بستی کی زکوٰۃ عام حالات میں خود اس بستی میں ہی تقسیم ہونی چاہئے۔ البتہ اس بستی میں مستحق زکوٰۃ نہ ہونے کی وجہ سے یا کسی دوسری بستی میں ہنگامی صورت حال مثلاً سیلاب، زلزلہ، قحط وغیرہ کے موقع پر زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

۴۔ زکوۃ دینے والوں کو چاہئے کہ زکوٰۃ لینے والوں کے مستحق زکوٰۃ ہونے کا ممکن حد تک اطمینان کرلیں۔

۵۔ زکوۃ کی رقم سے ضرورت کی اشیاء بھی خرید کر دی جاسکتی ہیں۔

۶۔ مستحق زکوۃ کو بتانا بھی ضروری نہیں کہ یہ پیسہ یا مال زکوٰۃ کا ہے۔

جب اسلامی نظام حکومت قائم ہو تو اجتماعی زکوٰۃ دینا بھی لازم ہے۔ البتہ اگر کسی خطہ زمین میں سے مسلمان غیر اسلامی حکومت کے تابع ہوں تو اس صورت میں مختلف تنظیموں یا باہمی تعاون کے دوسرے اداروں کے ذریعے زکوٰۃ ادا کی جاسکتی ہے۔ زکوٰۃ کا ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ زکوٰۃ اگر لاشعوری طور پر مالدار کو دے دی جائے جو اس کا حق دار نہ ہو تو معلوم ہونے پر دوبارہ ادا کرنی ہوگی۔

۷۔ زکوٰۃ بالغ مسلمان پر فرض ہے۔ نابالغ شخص پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

۸۔ زکوٰۃ عاقل مسلمانوں یعنی وہ مسلمان جو اپنے ہوش و حواس میں ہو اس پر زکوٰۃ فرض ہے، پاگل یا دیوانے پر نہیں۔

۹۔ آزاد مسلمان پر زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم ہے۔ غلام یا لونڈی پر نہیں۔ صاحب مال ہو اور اس کو اپنے مال پر کامل ملکیت حاصل ہو۔

۱۰۔ زندگی کی بنیادی ضروریات سے زیادہ ہو۔

۱۱۔ ایسا مسلمان زکوٰۃ کی فرضیت کے حکم میں آتا ہے جس پر قرضہ نہ ہو یعنی قرض وغیرہ سے فارغ ہو۔

۱۲۔ اس مال پر زکوٰۃ دی جائے گی جس کی بڑھوتری ہوتی ہو جیسے مال تجارت یا سونا چاندی وغیرہ۔

زکوٰۃ کی مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

۱۔ کرنسی شرعی نصاب کو پہنچ چکی ہو۔

۲۔ اس پر ایک سال کا عرصہ گزر چکا ہو۔

۳۔ وہ قرض سے فارغ ہو۔

۴۔ ضروریات زندگی سے زیادہ ہو۔

۵۔ رہائشی مکان، پلاٹ اور فلیٹ وغیرہ پر زکوٰۃ واجب نہیں البتہ جو مکان یا فلیٹ، پلاٹ وغیرہ کاروباری مقاصد کے لئے استعمال ہوں۔ ان کی مالیت پر زکوٰۃ ہے۔ اس میں قیمت خرید پر نہیں بلکہ موجودہ قیمت پر زکوٰۃ ہوگی۔

۶۔ ایجنسی ہولڈرز اور تاجر حضرات کی جو رقم بطور زر ضمانت کسی ادارے یا فرم کے پاس جمع ہیں اور قابل واپسی ہے اس رقم کی زکوٰۃ بھی اصل مالک کو ادا کرنا ہوگی۔

۷۔ جو اشیاء نفع حاصل کرنے کے لئے خرید وفروخت کے لئے مہیا کی گئی ہوں وہ سامان تجارت کہلاتی ہیں مثلاً غلہ، کپڑا، جانور اور گھریلو ساز و سامان وغیرہ۔ ان پر زکوٰۃ فرض ہے جبکہ آلات تجارت پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

۸۔ مشترک کاروبار میں حصہ دار اپنے اپنے حصے کی نسبت سے زکوٰۃ ادا کرے گا۔

۹۔ ٹیکس دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔

رمضان اور زکوٰۃ

زکوٰۃ سال میں ایک ہی دفعہ ادا کرنا فرض ہے۔ اس کے لئے یکمشت بھی ادائیگی کی جاسکتی ہے اور تھوڑی تھوڑی رقم وقتاً فوقتاً بھی زکوٰۃ کی نیت سے ادا کی جاسکتی ہے۔ رمضان المبارک کے مہینے میں زیادہ تر لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ اس مقدس مہینے میں ہر نیک عمل کا اجر ستر گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔

ادائیگی زکوٰۃ کے فوائد اور حکمتیں

زکوٰۃ چونکہ مالی عبادت ہے اس لئے اس کا تعلق اقتصادیات سے بھی ہے۔ اس لئے اس کے ثمرات دو طرح سے ظاہر ہوتے ہیں معاشرتی بھی اور معاشی بھی۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جو احکامات دیئے ہیں ان کی مکمل حکمتیں تو وہی جانتے ہیں مگر انسان کی ناقص عقل میں جو نکات آتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ زکوٰۃ سے مال پاک ہوتا ہے۔

۲۔ زکوٰۃ سے مال میں برکت پیدا ہوتی ہے۔

۳۔ نادار و مفلس لوگوں کی مدد ہوتی ہے۔

زکوٰۃ ادا کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ مال کی محبت اور حرص جیسی روحانی بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے اور انسان بخیلی اور کنجوسی جیسے گناہوں سے بچا رہتا ہے۔ مال کی نعمت کی وجہ سے انسان کے دل میں اللہ کا شکر ادا

کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

معاشرتی فوائد

معاشرے میں دولت کی وہی حیثیت ہوتی ہے جو انسانی جسم میں خون کی۔ اگر یہ سارا خون دل (یعنی مالدار طبقے) میں جمع ہوجائے تو پورے اعضائے جسم (یعنی عوام) کو مفلوج کردینے کے ساتھ ساتھ خود دل کے لئے بھی مضر ثابت ہوگا۔ اگر ایک طرف مفلس طبقہ، ناداری کے مصائب سے دوچار ہوگا تو دوسری طرف صاحب ثروت طبقہ دولت کی فراوانی سے پیدا ہونے والی اخلاقی بیماریاں (مثلاً عیاشی، آرام کوشی اور فکر آخرت سے غفلت) کا شکار ہوجائے گا اور ایسی صورت میں ان دونوں طبقوں میں حسد اور حقارت کے علاوہ کوئی اور رشتہ باقی نہ رہے گا۔ یہ کشیدگی بڑھتے بڑھتے دشمنی میں بدل جائے گی اور معاشرے کا نظام خراب کرنے کا سبب بنے گی۔

اسی چیز کے پیش نظر جب تاجدار کائنات ﷺ نے مدینے کی اسلامی ریاست کے قیام کی بنیاد رکھی تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فوراً یہ آیات نازل فرمائیں:

خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ وَتُزَكِّيۡهِمۡ بِهَا .(التوبة، ۹: ۱۰۳)

’’آپ ان کے اموال میں سے صدقہ (زکوٰۃ) وصول کیجیے کہ آپ اس (صدقہ) کے باعث انہیں (گناہوں سے) پاک فرمادیں‘‘۔

معاشی فوائد

سودی نظام معیشت میں محنت کے مقابلے میں سرمایہ کی افادیت کہیں زیادہ ہے۔ اس لئے محنت کش طبقہ اور کارکن طبقہ مسلسل غریب سے غریب تر ہوتا جاتا ہے اور سرمایہ دار طبقہ مختلف طریقوں سے یہ دولت ہتھیار کر امیر سے امیر تک ہوتا جاتا ہے اور اس طرح پورا معاشی نظام مفلوج ہوجاتا ہے۔ زکوٰۃ اس مسئلے کا بہترین حل ہے۔ اس نظام کے ذریعے دولت کی تقسیم امیر اور غریب دونوں طبقے میں یکساں ہوجاتی ہے جس سے غریب کی معاشی حالت بہتر ہوجاتی ہے۔ اسی مسئلے کو اللہ پاک نے سورۃ البقرہ میں یوں بیان فرمایا ہے:

يَمۡحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرۡبِى الصَّدَقٰتِ. (البقرہ، ۲: ۲۷۶)

’’اور اللہ سود کو مٹاتا ہے (یعنی سودی مال سے برکت کو ختم کرتا ہے) اور صدقات کو بڑھاتا ہے (یعنی صدقہ کے ذریعے مال کی برکت کو زیادہ کرتا ہے)‘‘۔

ادائیگی زکوٰۃ کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ زکوٰۃ کے ذریعے پیدا ہونے والی کمی کو پورا کرنے کے لئے صاحب مال اپنی دولت کسی نہ کسی نفع بخش کاروبار میں لگانے کی کوشش کرتا ہے جس سے سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے چونکہ زکوٰۃ کی شرح صرف اڑھائی فیصد ہے۔ لہذا لوگ اس رقم کو دوسرے بھاری ٹیکسوں کے مقابلے میں زیادہ خوش اسلوبی سے ادا کرتے ہیں۔

مفسرۂ قرآن وحدیث ام المومنین

حضرت عائشہ صدیقہؓ

مرتبہ: نازیہ عبدالستار

عائشہ کے معنی ہیں خوشحال اور صاحب اقبال چونکہ عائشہؓ ایک کھاتے پیتے اور خوشحال گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کے والد ماجد حضرت عبداللہ ابوبکرؓ قریش کے سرداروں میں سے تھے اور قبیلہ تیم بن مرہ سے تعلق رکھتے تھے۔علم الانساب میں ماہر تھے اور ان کا کاروبار بھی دور دور تک پھیلا ہوا تھا لہذا خاندانی شرف اور مالی خوشحالی کی بناء پر ان کے والدین نے ان کا نام عائشہ رکھا اور چشم فلک نے دیکھا کہ ابوبکرؓ اور ام رومان کی بیٹی عائشہ اسم بامسمیٰ یعنی بلند اقبال ٹھہریں اور ام المومنین کے مرتبے پر فائز ہوئیں۔

صدیقہ آپؓ کا لقب، ام المومنین آپ کا خطاب جبکہ ام عبداللہ آپؓ کی کنیت تھی۔عرب میں کنیت شرف کا نشان سمجھی جاتی تھی اس وجہ سے ہر مرد اور عورت اپنی کنیت ضرور رکھتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ آپ میری بھی کنیت مقرر فرمادیں کیونکہ میری تمام سہیلیوں کی کنیتیں ہیں حضور ﷺ نے فرمایا: تو اپنی بہن اسماء زوجہ حضرت زبیر بن العوامؓ کے نومولود بیٹے اور اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیرؓ کے نام پر اپنی کنیت ام عبداللہ رکھ لے۔ (مسند احمد، ابوداؤد، مستدرک حاکم)

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کاشانہ نبوت ﷺ میں بطور زوجہ قریباً دس برس گزارے اور کم وبیش نصف قرآن اس عرصہ میں سرکار دو عالم ﷺ پر آپ کے ہاں رہتے ہوئے نازل ہوا۔ جو حصہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حریم نبوت ﷺ میں داخل ہونے سے پہلے اتر چکا تھا اس سے بھی آپؓ بخوبی باخبر تھیں مزید یہ کہ رب کائنات نے آپ کو ایسے اسباب اور مواقع عطا فرمائے کہ معلم کائنات ﷺ کی صحبت کی وجہ سے آپؓ قرآن پاک کی ایک ایک آیت کی طرز قرات، موقع استدلال اور طریقہ استنباط پر کامل عبور رکھتی تھیں۔ آپؓ ہر مسئلہ کے حل کے لئے اکثر قرآن پاک سے رجوع فرماتی تھیں۔ ایک دفعہ چند حضرات آپؓ کے پاس آئے اور عرض کی:

ام المومنینؓ! آپؓ رہبر کائنات ﷺ کے کچھ اخلاق بیان فرمائیں۔ آپؓ نے فرمایا: کیا تم قرآن نہیں

پڑھتے۔ امام کائنات ﷺ کا اخلاق سرتاپا قرآن تھا۔

انہوں نے پھر دریافت فرمایا: حضور ﷺ کی رات کی عبادت کا کیا طریقہ تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جواب دیا: کیا آپ لوگوں نے سورہ مزمل نہیں پڑھی؟ (ابوداؤد، مسند احمد)

قرآن کے ساتھ ساتھ حضرت عائشہؓ کو حدیث پر بھی عبور حاصل تھا۔ حدیث کا منبع و ماخذ چونکہ ذات رسول ﷺ ہی ہے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کو اسی ذات سے سب سے زیادہ تقرب حاصل تھا۔ آپؓ نے محبوب خدا کو جلوت وخلوت میں دیکھا تھا۔ آپ ﷺ کے قول وفعل کا بنظر غائر مشاہدہ کیا تھا۔ اس لئے آپ سے بہتر مصدقہ روایت حدیث اور کس کی ہوسکتی ہے۔ آپؓ کو خداداد قوت حافظہ اور فطری ذہانت و فطانت بھی حاصل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے 2210 احادیث مبارکہ مروی ہیں۔ یہ فضیلت کسی بھی ام المومنین کو حاصل نہیں حالانکہ حضرت عائشہ صدیقہؓ ایک پردہ نشین خاتون اور ام المومنین ہونے کے باعث مرد معاصرین صحابہ کرامؓ کی طرح ہر مجلس میں نہ جاسکتی تھیں جس میں رہبر کائنات ﷺ موجود تھے لیکن اس کے باوجود آپؓ سے مروی احادیث کا ہزاروں کی تعداد میں ہونا اس امر کی شہادت ہے کہ آپؓ نے اپنے شوہر نامدار ﷺ کی حیات طیبہ کا ایک ایک لمحہ جو آپؓ کی نظر سے گزرا اسے ذہن میں بحسن وخوبی محفوظ کرلیا۔

اکثر روایات احادیث صحابہ کرامؓ نے صرف بیان کرنے کی حد تک رکھی ہیں مگر حضرت عائشہ صدیقہؓ کو یہ شرف حاصل تھا کہ آپؓ نے جن احکام اور واقعات کو روایت کیا ہے ان میں سے اکثر کے اسباب وعلل بھی بیان کئے ہیں اور وہ خاص حکم کن مصلحتوں کی بناء پر صادر کیا گیا اس کی تشریح بھی حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتیں۔ گویا آپؓ کے ذہن میں احادیث کا مکمل سیاق وسباق اور حوالہ موجود ہوتا تھا۔ بعض اوقات رسول اکرم ﷺ جو احکامات دیتے تھے ان کی مصلحتیں خود بتادیتے تھے اور کبھی حضرت عائشہ صدیقہؓ سرور کائنات ﷺ سے خود پوچھ لیتی تھیں۔ اس ضمن میں آپ کوئی خوف یا ڈر محسوس نہیں کرتی تھیں بلکہ سوال کرکے اور تسلی بخش جواب پاکر مطمئن ہوجایا کرتی تھیں۔ بے شمار ایسے واقعات ہیں جن کے اسباب اور مصلحتوں کو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے مثلاً جمعہ کے روز غسل کرنا واجب ہے لیکن اس کے سبب کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کا فرمان ہے:

''لوگ اپنے گھروں سے اور مدینہ کے باہر کی آبادی سے جمعہ کی نماز میں آکر شامل ہوتے تھے وہ گردو غبار اور پسینے سے بھرے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک آدمی سرور کائنات ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ اس وقت میرے ہاں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا کہ تم آج جمعہ کی نماز کے

لئے نہا لیتے تو اچھا ہوتا''۔ (بخاری، کتاب الغسل)

اسی طرح عام طور پر سمجھا جاتا تھا کہ چار رکعت والی نمازیں سفر کی حالت میں سہولت کی خاطر دو رکعت میں بدل گئی ہیں جبکہ اس بارے میں حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ مکہ میں دو رکعت نماز فرض تھی۔ جب سرکار دو جہاں ﷺ نے ہجرت فرمائی تو چار رکعت فرض کی گئیں اور سفر کی نماز اپنی حالت پر چھوڑ دی گئی اور وہ دو رکعت ہی رہیں۔ ہجرت کے بعد نمازوں میں جب دو رکعتوں کی بجائے چار رکعتیں ہوگئیں تو پھر مغرب میں تین رکعتیں کیوں ہیں؟ حضرت عائشہ صدیقہؓ اس ضمن میں فرماتی ہیں کہ مغرب کی رکعتوں میں اضافہ اس لئے نہ ہوا کیونکہ وہ دن کی نماز کا وتر ہے۔ (مسند احمد بن حنبل)

صبح کی نماز میں دو رکعتیں کیوں برقرار ہیں وہ چار کیوں نہ ہوئیں؟ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا فرمان ہے کہ نماز فجر میں رکعتوں کا اضافہ اس لئے نہ ہوا کیونکہ صبح کی دونوں رکعتوں میں لمبی سورتیں پڑھی جاتی ہیں۔ (مسند احمد)

سرکار دو عالم ﷺ کی رات کی عبادت، نماز و نوافل کے بارے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے زیادہ کوئی واقف نہ تھا۔ آپؓ نماز تراویح کے بارے میں فرماتی ہیں: ماہ رمضان میں ایک روز سردار دو جہاں ﷺ نے نماز تراویح پڑھی۔ آپ ﷺ کو نماز میں مشغول دیکھ کر کچھ صحابہ کرامؓ بھی شریک ہوگئے۔ دوسرے روز پہلے سے زیادہ اجتماع ہوگیا۔ تیسرے روز اس سے زیادہ لوگ جمع ہوگئے۔ چوتھے روز اتنا مجمع ہوا کہ مسجد نمازیوں سے بھر گئی اور تل دھرنے کو جگہ نہ رہی لیکن اس روز رحمۃ للعالمین ﷺ مسجد میں تشریف نہ لے گئے البتہ صبح کو آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: گذشتہ رات تمہاری آمد مجھ سے مخفی نہ تھی لیکن مجھے ڈر ہوا کہ کہیں تم پر تمہارے شوق کی وجہ سے تراویح کی نماز فرض نہ ہوجائے اور تم اس کے ادا کرنے سے قاصر رہو۔ (بخاری، باب قیام رمضان)

لیکن سرور دو عالم ﷺ کے وصال کے بعد جب کہ فرضیت کا گمان جاتا رہا تو صحابہ کرامؓ نماز تراویح کو رغبت کے ساتھ ادا کرتے رہے۔ حجۃ الوداع میں شفیع المذنبین ﷺ نے سواری پر بیٹھ کر طواف کیا اس سے بعض لوگوں نے یہ سمجھا کہ یہ سنت بالالتزام ہے جبکہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا اس ضمن میں فرمان ہے: ''سرکار دو عالم ﷺ نے طواف کے لئے سواری اس لئے استعمال کی تھی کہ لوگوں کا ایک جم غفیر تھا اور اس بے انتہاء بھیڑ میں ہر شخص کی کوشش تھی کہ حضور ﷺ کے قریب پہنچ جائے۔ اس ہجوم میں آپ ﷺ نے اس بات کو ناپسند کیا کہ لوگوں کو زبردستی ہٹایا جائے۔ لہذا آپ ﷺ نے سواری پر بیٹھ کر طواف کیا تاکہ ہر شخص کی نگاہ آپ ﷺ پر پڑ سکے اور کوئی اس سعادت سے محروم نہ رہے''۔ (مسلم کتاب الحج، ابوداؤد)

حضرت عائشہ صدیقہؓ نہ صرف قرآن و حدیث پر مہارت رکھتی تھیں بلکہ آپؓ کو تاریخ ادب، خطابت اور شاعری میں بھی خاص ملکہ حاصل تھا۔علم طب میں بھی انہیں اچھی خاصی واقفیت حاصل تھی۔ تذکرۃ الحفاظ للذہبی میں ہشام بن عروہ کا بیان ہے کہ میں نے قرآن، فرائض، فقہ، شاعری، عرب کی تاریخ اور علم الانساب میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے زیادہ عالم اور واقف کسی کو نہیں دیکھا۔حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بھانجے عروہ بن زبیرؓ کا اسی قسم کا فرمان زرقانی نے بھی نقل کیا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ایک شخص نے پوچھا: آپ شاعری کرتی ہیں اس لئے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی ہیں۔ اسی طرح عرب کی تاریخ اور علم الانساب میں بھی آپؓ کے والد ماجد خاصی مہارت رکھتے تھے۔ ان علوم کی آشنائی آپؓ کی وراثت ہے مگر آپؓ کو علم طب سے کیسے واقفیت ہوئی؟

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا: حضور نبی اکرم ﷺ آخری عمر میں بیمار رہا کرتے تھے۔ عرب کے طبیب آکر جو آپ ﷺ کو بتاتے وہ یاد کرلیتی تھی۔ (مستدرک حاکم، مسند احمد)

صحیح ترمذی میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے: ''ہم اصحاب محمد ﷺ کو کوئی ایسی مشکل بات پیش نہیں آئی کہ ہم نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا اور ان کے پاس اس کے متعلق کچھ معلومات ہم کو نہ ملی ہوں''۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے صاحبزادے حضرت ابوسلمہ ایک جلیل القدر تابعی تھے آپ کا فرمان ہے۔ میں نے سرور کائنات ﷺ کی سنتوں کو جاننے والا اور رائے میں اگر اس کی ضرورت پڑے ان سے زیادہ فقہ اور آیتوں کے شان نزول اور فرائض کے مسائل کا واقف کار حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔

قرآن پاک کی سورۃ الاحزاب میں امہات المومنینؓ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے: ''تمہارے گھروں میں اللہ کی جو آیتیں اور حکمت کی باتیں پڑھ کر سنائی جارہی ہیں ان کو یاد کیا کرو''۔

حضرت عائشہؓ نے رب کریم کے اس حکم پر حرف بہ حرف عمل کیا اور حضور ﷺ کی حیات مبارکہ کے لحہ لحہ کو اپنے دل و دماغ میں نقش کرلیا اور پھر ان نقوش کو تشنگان علم تک پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ قرآن حکیم کے حوالے سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی تفسیری روایتیں تاریخ اسلام اور تفہیم دین کا ایک بے بہا سرمایہ ہیں۔ آپؓ نے مختلف اوقات میں لوگوں کے سوالات کے جوابات دے کر نہ صرف ابہام کو دور فرمایا بلکہ غور وفکر کی روشن تر راہیں بھی متعین فرمادیں مثلاً

اعمال حج میں کوہ صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا بھی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: صفا مروہ کی پہاڑیاں شعائر الٰہی میں سے ہیں پس جو خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ کرے کچھ مضائقہ نہیں اگر ان کا بھی وہ

طواف کرے۔ (سورہ بقرہ)

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بھانجے! حضرت عروہ نے پوچھا خالہ جان اس کے تو یہ معنی ہوئے کہ اگر کوئی طواف نہ کرے تو بھی کچھ حرج نہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا: ''بھانجے ایسی بات نہیں اگر اس آیت کا مطلب وہ ہوتا جو تم سمجھے ہو تو رب ذوالجلال یوں فرماتا اگر ان کا طواف نہ کرو تو کچھ حرج نہیں''۔

دراصل یہ آیت انصار کی شان میں نازل ہوئی ہے کیونکہ اوس وخزرج اسلام سے پہلے منات کی پکار کرتے تھے اس لئے صفا اور مروہ کا طواف برا جانتے تھے۔ اسلام لائے تو حضور نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا کہ ہم لوگ پہلے ایسا کرتے تھے اب کیا حکم ہے اس پر رب رحمٰن و رحیم نے ارشاد فرمایا کہ صفا اور مروہ کا طواف کرو اس میں کوئی مضائقہ کی بات نہیں۔ مزید یہ کہ معلم کائنات ﷺ نے خود صفا مروہ کا طواف فرمایا تو اب کسی کو اس کے ترک کرنے کا حق نہیں۔

اسی طرح قرآن مجید کی سورۃ النساء میں حکم خداوندی ہے کہ ''اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیموں کے بارے میں انصاف نہ کرسکو گے تو عورتوں میں سے دو دو، تین تین، چار چار سے نکاح کرلو۔ اگر عدل نہ ہوسکے تو ایک پر اکتفا کرو''۔ اب بظاہر آیت کے پہلے اور بعد کے حصے میں باہم ربط تلاش کرنا مشکل نظر آتا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یتیموں کے حقوق میں عدل و انصاف اور نکاح کی اجازت میں کیا ربط اور تعلق ہے؟ ایک شخص نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی توجہ اس طرف دلائی تو آپؓ نے فرمایا: اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ بعض لوگ یتیم لڑکیوں کے ولی بن جاتے ہیں ان سے موروثی رشتہ داری ہوتی ہے۔ وہ اپنے ولی ہونے کی وجہ سے چاہتے ہیں کہ ان سے نکاح کرکے ان کی جائیداد پر قبضہ کرلیں اور چونکہ ان کی طرف سے بولنے والا یا پوچھنے والا کوئی نہیں ہوتا اس سے انہیں مجبور پاکر انہیں ہر طرح سے بے بس کردیتے ہیں چنانچہ رب ذوالجلال ایسے مردوں سے مخاطب ہوکر انہیں حکم دیتا ہے کہ اگر تم ان یتیم لڑکیوں کے معاملہ میں انصاف نہ کرسکو تو ان کے علاوہ اور عورتوں سے دو تین چار نکاح کرلو تاہم پھر بھی انصاف سے کام لو مگر ان یتیم لڑکیوں کو اپنے نکاح میں لے کر انہیں بے بس نہ کرو۔

قرآن پاک کی سورۃ النساء میں ہی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے نارضا مندی اور اعراض کا خوف ہو تو اس میں مضائقہ نہیں کہ دونوں آپس میں صلح کرلیں اور صلح تو ہر حال میں بہتر ہے۔ ناراضی دور کرنے کے لئے صلح کرلیں تو بالکل واضح بات ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ رب تعالیٰ کو اس کے لئے ایک خاص حکم کے نزول کی کیا حاجت تھی؟ اس کی توضیح کرتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: یہ آیت اس عورت کے لئے ہے جس کا شوہر اس کے پاس

زیادہ آتا جاتا نہیں یا بیوی سن رسیدہ ہوگئی ہے اور شوہر کی خدمت گزاری کے قابل نہیں رہی ہے۔ اس خاص حالت میں اگر بیوی طلاق لینا پسند نہ کرے اور بیوی رہ کر اپنے حق سے سبکدوشی اختیار کرلے تو یہ باہمی مصالحت بری نہیں بلکہ قطعی علیحدگی سے یہ صلح بہتر ہے۔

خدائے بزرگ و برتر کا قرآن پاک کی سورۃ البقرہ میں نماز کے متعلق حکم ہے نمازوں کی پابندی کرو خصوصاً بیچ کی نماز کی۔

مسند احمد بن حنبل میں حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت اسامہؓ سے روایت ہے کہ اس سے ظہر کی نماز مراد ہے جبکہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں ''درمیان کی نماز سے مراد عصر کی نماز ہے''۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کو اپنی تفسیر کی صحت پر اس قدر اعتماد تھا کہ اپنے مصحف کے حاشیہ پر انہوں نے اس کو لکھوادیا تھا اس تفسیر کی صحت حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ (صحیح بخاری، جامع ترمذی)

سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۸ میں رب ذوالجلال کا ارشاد ہے کہ جو کوئی برائی کرے گا اس کو اس کا بدلہ دیا جائے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس ایک شخص حاضر ہوا اور بولا اگر یہ سچ ہے تو مغفرت اور رحمت الٰہی کی شان کہاں ہے اور نجات کی امید کیونکر کی جاسکتی ہے؟

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا: میں نے جب سردار الانبیاء حضرت محمد ﷺ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی ہے تم ہی پہلے شخص ہو جس نے اس بارے میں مجھ سے دریافت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان سچ ہے لیکن سب رحمٰن و رحیم اپنے بندے کے چھوٹے چھوٹے گناہ ذرا سی مصیبت اور ابتلا کے بدلے بخش دیتا ہے۔ مومن جب بیمار ہوتا ہے یا اس پر کوئی مصیبت آتی ہے یہاں تک کہ جیب میں کوئی چیز رکھ کر بھول جاتا ہے اور اس کی تلاش میں اس کو پریشانی لاحق ہوتی ہے تو رب غفور الرحیم کی مغفرت اور رحمت کا دروازہ کھل جاتا ہے اور مومن بہت چھوٹے چھوٹے گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے۔

احکامات الٰہی کی تفسیر کے ساتھ ساتھ حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنے شوہر نامدار رہبر کائنات ﷺ کے فرامین، ارشادات اور افعال کا بھی گہرے مشاہدہ اور عمیق نظری کے ساتھ تجزیہ فرماتی تھیں۔ ایک سال ختم المرسلین نے حکم دیا تھا کہ قربانی کا گوشت تین دن کے اندر اندر کھالیا جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ابوسعید خدریؓ کے ساتھ ساتھ دوسرے صحابہ عظامؓ نے اس حکم کو دائمی سمجھا۔ (بخاری، ترمذی)

لیکن حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس حکم کی تشریح اس طرح کرتے ہوئے فرمایا کہ قربانی کے گوشت کو نمک

لگا کر ہم رکھ چھوڑتے تھے اور پھر آپ ﷺ کے سامنے پیش کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تین دن کے بعد نہ کھایا کریں یہ حکم قطعی نہ تھا بلکہ حضور نبی اکرم ﷺ یہ چاہتے تھے کہ لوگ دوسروں کو اس میں سے کچھ کھلا دیا کریں۔
اسی حوالے سے ایک شخص نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا ام المومنین کیا قربانی کا گوشت کھانا منع ہے؟

آپؓ نے فرمایا نہیں ایسا نہیں، دراصل ان دنوں قربانی کرنے والے کم تھے اس لئے حضور نبی اکرم ﷺ نے چاہا کہ جو قربانی نہیں کرسکتے ان کو کھلائیں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جس حکم، قول یا فعل کو ہادی کون و مکان ﷺ سے بلاواسطہ نہ سنا نہ دیکھا ہوتا بلکہ دوسروں سے حاصل کیا ہوتا تھا۔ اس میں سخت احتیاط کرتی تھیں۔ آپؓ اگر کوئی روایت کسی سے لیتی تھیں اور کوئی شخص اس روایت کو آپ سے دریافت کرنے آتا تو بجائے خود روایت کو بیان کرنے کے آپ سائل کو اصل راوی کے پاس بھیج دیتی تھیں تاکہ دوسروں تک بات بلاواسطہ اور زیادہ مستند پہنچ سکے۔ کچھ لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا: کیا سرور کائنات ﷺ نماز عصر کے بعد گھر آکر سنت ادا فرماتے تھے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا: حضرت ام سلمہؓ سے جا کر پوچھو اصل راوی وہی ہیں۔

ایک دفعہ فاطمہؓ نامی صحابیہ نے اپنا واقعہ بیان کیا کہ اسے حضور نبی اکرم ﷺ نے عدت کے دوران شوہر کے گھر سے منتقل ہونے کی اجازت دے دی تھی حالانکہ عورت کو عدت کے دن شوہر کے گھر ہی میں گزارنا چاہئیں۔
صحابیہ فاطمہؓ نے مختلف اوقات میں متعدد صحابہ کرامؓ کے سامنے اپنے واقعہ کو بطور استدلال پیش کیا۔ اس بات کا علم حضرت عائشہ صدیقہؓ کو ہوا تو آپؓ نے فرمایا: فاطمہ کے لئے بھلائی نہیں ہے کہ وہ اپنے اس واقعہ کو بیان کرے۔ سرور کائنات ﷺ نے عدت کی حالت میں ان کو شوہر کے گھر سے منتقل ہونے کی اجازت بے شک دی مگر وہ ہنگامی صورت حال تھی۔ وجہ یہ تھی کہ ان کے شوہر کا گھر ایک غیر محفوظ اور خوفناک مقام پر تھا۔ (صحیح بخاری، جامع ترمذی)

عورت کی عدت سے بعض فقہاء نے یہ نتیجہ نکالا کہ اگر وہ شوہر کے ساتھ ہے تو شوہر کی وفات جہاں ہو اگر ساتھ نہیں تو جہاں اس کو خیر معلوم ہو اس کو وہیں ٹھہر کر عدت کے دن گزارنا چاہئیں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ آخری زندگی میں برابر فتوے دیتی رہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ اکثر مجسم قرآن حضرت محمد ﷺ کی عزیز ترین زوجہ مطہرہ مجسم حدیث حضرت عائشہ صدیقہؓ سے استفسار فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ انتہائی تحمل کے ساتھ ان کی باتیں سنتیں اور انتہائی خندہ پیشانی کے ساتھ ان کو تسلی بخش جواب سے نوازتیں۔ (پروفیسر خالد پرویز، امہات المومنین)

سانحہ ماڈل ٹاؤن

ریاستی دہشت گردی پر مقتدر طاقتوں کی خاموشی!

لمحہ فکریہ!

عین الحق بغدادی

ایک سال گزرنے کے باوجود شہداء کے ورثاء انصاف کی تلاش میں ہیں

قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے ’’ سیاست نہیں ریاست بچاؤ ‘‘ کے نعرہ نے موجودہ فرسودہ سیاسی و انتخابی نظام کے محافظوں کی صفوں میں ہلچل پیدا کردی۔ گزشتہ سال حقیقی جمہوریت کے قیام، فرسودہ سیاسی و انتخابی نظام کے خاتمہ اور عوام کو اُن کے بنیادی حقوق کی بحالی کے لئے قائد انقلاب کے دس نکاتی انقلابی منشور اور 23 جون 2014ء کو وطن واپسی کے اعلان سے جبر اور استحصال کی مقتدر قوتوں اور سرمایہ دارانہ و جاگیردارانہ پس منظر کے حامل کرپٹ سیاستدانوں کو اپنا مستقبل تاریک نظر آنے لگا تو انہوں نے اپنے اقتدار کو بچانے کیلئے ہر مذموم کوشش کو بروئے کار لانے کا فیصلہ کیا۔

اس ضمن میں 17 جون 2014ء کو ماڈل ٹاؤن میں واقع قائدانقلاب کی رہائش گاہ اور مرکزی سیکرٹریٹ تحریک منہاج القرآن کے آس پاس سڑکوں پر لگے بیریئرز ہٹانے کے بہانے پنجاب پولیس کے مسلح اہلکاروں نے حکومتی ایماء پر ریاستی دہشت گردی کا بدترین مظاہرہ کیا اور نہتے کارکنان پر سیدھی گولیاں برسائیں، جس کے نتیجے میں دو خواتین سمیت 14 افراد شہید اور 90 افراد شدید زخمی ہوگئے۔ اس دوران خواتین، بچوں اور بوڑھوں پر بہیمانہ تشدد کیا گیا۔ اِن تمام مناظر کو متعدد TV چینلز نے براہِ راست نشر کیا۔

حکمرانوں کی طرف سے کھیلے گئے اس المناک خونی کھیل کا مقصد قائد انقلاب کو ظلم کے نظام کے خلاف جدوجہد سے روکنا اور انہیں خوفزدہ کرنا تھا تاکہ وہ پاکستان آنے کا اپنا ارادہ بدل دیں۔ مزید یہ کہ عوام الناس میں بھی خوف و ہراس پیدا ہو اور وہ بھی اس فرسودہ سیاسی نظام کے خلاف قائد انقلاب کے ساتھ مل کر حکمرانوں کے خلاف کھڑے ہونے کی جرأت نہ کریں۔ اس سانحہ کے دوران قائد انقلاب کی ہدایات کے مطابق مٹھی بھر کارکنان، طلبہ و سٹاف ممبران نے نہایت بردباری کا مظاہرہ کیا، یہاں تک کہ پولیس آپریشن کے دوران مرکز کی انتظامیہ نے مرکزی سیکرٹریٹ اور قائد انقلاب کی رہائش گاہ پر تعینات سیکیورٹی گارڈز سے لائسنس یافتہ اسلحہ بھی لے لیا جسے

انہوں نے سخت اشتعال انگیزی اور اپنی حفاظت کے قانونی جواز کے باوجود استعمال کرنے سے اجتناب کیا۔

ہماری قومی تاریخ کے اس المناک واقعہ کو ایک سال بیت چکا ہے مگر مسندِ اقتدار پر فائز اس سانحہ کے ذمہ داران اپنی طاقت پر نازاں اور قانون کی گرفت سے آزاد دندناتے پھرتے ہیں۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے تناظر میں گذشتہ 1 سال میں جو کچھ ہوا زیرِ نظر تحریر میں اس کی تفصیلات نذرِ قارئین ہیں:

جوڈیشل کمیشن کا قیام

اس سانحہ کے رونما ہونے کے بعد 17 جون 2014ء کو ہی وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے سانحہ ماڈل ٹاؤن سے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اس سلسلہ میں اس طرح کے کوئی احکامات صادر نہیں کیئے اور نہ ہی میرے علم میں یہ بات ہے کہ یہ آپریشن رات 1 بجے سے جاری ہے۔ صبح میٹنگ کے دوران مجھے اس واقعہ کی اطلاع ملی تو میں نے پولیس کو وہاں سے فوراً واپس آجانے کے احکامات صادر کیئے۔ اس پریس کانفرنس میں انہوں نے اصل حقائق جاننے کے لئے جوڈیشل کمیشن بنانے کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ اگر جوڈیشل کمیشن نے سانحہ ماڈل ٹاؤن میں ملوث ہونے پر میری طرف اشارہ بھی کیا تو میں مستعفی ہو جاؤنگا۔

حکومت پنجاب نے لاہور ہائیکورٹ کے جج مسٹر جسٹس علی باقر نجفی پر مشتمل ایک رکنی کمیشن تشکیل دیا۔ اس دوران پنجاب کے حکمران سانحہ ماڈل ٹاؤن کے حوالے سے مختلف وضاحتیں کرتے رہے، کبھی کہتے کہ پولیس کو صرف رکاوٹیں ہٹانے کے لئے بھیجا گیا تھا۔۔۔ کبھی کہتے کہ ان رکاوٹوں کی وجہ سے ماڈل ٹاؤن کے شہری پریشان تھے۔۔۔ کبھی کہتے کہ منہاج القرآن سے بڑی مقدار میں اسلحہ برآمد ہوا ہے۔۔۔ کبھی یہ دعویٰ کرتے پائے گئے کہ گولیاں منہاج القرآن کی طرف سے چلائی گئیں۔۔۔ مگر اس سلسلہ میں کوئی گواہ اور ثبوت پیش نہ کرسکے۔

☆ 19 جون 2014ء کو سانحہ ماڈل ٹاؤن کا مقدمہ ایس ایچ او کی مدعیت میں تھانہ فیصل ٹاؤن میں درج کیا گیا جس میں اس واقعے کی ساری ذمہ داری منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک کے مرکزی قائدین اور کارکنان پر ڈال دی گئی۔ گویا قاتلوں نے مقتولوں کے ورثاء و لواحقین پر مقدمہ دائر کردیا۔ ایک طرف جوڈیشل کمیشن بنانے کا اعلان کیا گیا کہ تحقیقات ہوں گی اور دوسری طرف خود ہی ہم پر مقدمہ بھی درج کرادیا۔ یہ اقدام حکمرانوں کی بدنیتی کو ظاہر کرتا ہے۔

جوڈیشل کمیشن کے اختیارات

19 جون کو ہی جسٹس علی باقر نجفی کی سربراہی میں جوڈیشل کمیشن نے تحقیقات کا آغاز کیا تو تحقیقات کے پہلے روز ہی حکام نے کمیشن سے تعاون نہ کیا اور ادھوری رپورٹس کے ساتھ پیش ہوکر غیر ضروری ابحاث میں

الجھے رہے۔ ظلم کی انتہا ہے کہ وزیرِ اعلی کے اپنے بنائے ہوئے جوڈیشل ٹریبونل کو 20 جون 2014ء کو جو مراسلہ بھیجا گیا اس میں قتل کی منصوبہ بندی کرنے والے کا تعین کرنے کا اختیار دیا گیا تھا مگر ٹھیک 7 دن کے بعد 27 جون کو نیا مراسلہ ہوم سیکرٹری نے جاری کیا جس میں منصوبہ ساز کے تعین کرنے کا اختیار واپس لے لیا گیا۔ اگرچہ حکومت پنجاب نے جوڈیشل کمیشن اپنی مرضی کا بنایا تھا اور پولیس پر مضبوط کنٹرول ہونے کی وجہ سے یقین تھا کہ کلین چٹ مل جائے گی مگر حکومتی ایماء پر قانون کے ماہرین نے پھر بھی جوڈیشل کمیشن کے اختیارات کو محدود کر وا دیا۔ جوڈیشل کمیشن نے سانحہ کی ذمہ داری عائد کرنے کے اختیارات مانگے تو پنجاب حکومت کی طرف سے سیکشن گیارہ کے اختیارات دینے سے انکار کردیا کہ ٹریبونل کا کردار صرف انکوائری تک محدود ہے، کسی پر اس اندوہناک سانحہ کی ذمہ داری ڈالنے کا اختیار ہرگز حاصل نہیں ہے۔

پاکستان عوامی تحریک نے حکومت کی طرف سے تشکیل دیئے گئے اس جوڈیشنل کمیشن کا بائیکاٹ کیا اس لئے کہ ایک طرف مقتولین کے ورثاء اور مظلومین کی طرف سے ذمہ داروں پر ایف آئی آر کاٹنے سے حکومت انکاری تھی اور دوسری طرف ہمارا موقف یہ تھا کہ بے اختیار کمیشن تحقیقات کے تقاضے پورا نہ کر سکے گا اور حکمران کمیشن کی رپورٹ اپنے مذموم مقاصد کیلئے استعمال کریں گے۔ لہذا مطالبہ کیا گیا کہ وزیراعلیٰ پنجاب اس قتل و دہشت گردی کے اصل ذمہ دار ہیں، ان کے مسندِ اقتدار پر رہتے ہوئے کسی قسم کی غیر جانبدارانہ تفتیش وشہادتوں کا کوئی امکان ہے نہ ہی عدل و انصاف کے تقاضوں کی بجا آوری ممکن ہے۔ لہٰذا وزیراعلیٰ پنجاب اور اس جرم میں شریک وزراء فی الفور مستعفی ہوکر خود کو قانون کے حوالے کریں۔ اسی طرح سانحہ ماڈل ٹاؤن لاہور میں ملوث جملہ پولیس افسران اور انتظامی عہدیداران بشمول IG، DIG آپریشنز، ہوم سیکرٹری پنجاب، DCO، CCPO، SSPs، SP ماڈل ٹاؤن اور متعلقہ DSPs اور SHOs کو فوری طور پر برطرف کر کے قتل عام، دہشت گردی اور اقدامِ قتل کے جرم میں گرفتار کیا جائے۔ نیز سانحہ ماڈل ٹاؤن لاہور کی آزادانہ، غیر جانبدارانہ تحقیقات کے لیے سپریم کورٹ کے تین ایسے غیر متنازعہ، غیر جانبدار اور اچھی شہرت کے حامل ججز (جن پر متاثرین کو مکمل اعتماد ہو) پر مشتمل بااختیار جوڈیشل کمیشن تشکیل دیا جائے۔ کمیشن کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ وزیراعظم، نامزد وفاقی وزراء، وزیراعلیٰ پنجاب سمیت کسی بھی حکومتی وانتظامی شخصیت یا اہلکار کو طلب کر سکے۔ مزید برآں جوڈیشل کمیشن سانحہ ماڈل ٹاؤن کی تحقیقات کے لئے تحقیقی اداروں کے اچھی شہرت کے حامل اعلیٰ افسران پر مشتمل ہو جن پر متاثرین کو مکمل اعتماد ہو۔

☆ ہماری طرف سے اس سانحہ کی غیر جانبدارانہ تحقیق کے لئے مشترکہ تحقیقاتی ٹیم (JIT) بنانے کا مطالبہ ہوا تو اس پر بھی حکمرانوں نے جو اصل میں اس واقعہ کے براہ راست ذمہ دار ہیں، اپنی مرضی کے افراد پر مشتمل

JIT بنا ڈالی۔ پاکستان عوامی تحریک اور شہداء کے لواحقین کی طرف سے اس حکومتی ٹیم پر بھی عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے اس کا بائیکاٹ کیا گیا۔

☆ 4 جولائی کو پاکستان عوامی تحریک کی طرف سے سیشن کورٹ میں درخواست دی گئی کہ PAT کے موقف کے مطابق FIR درج کی جائے۔

☆ مورخہ 9 جولائی 2014ء کو جوڈیشل کمیشن نے وزیراعلی، متعلقہ حکام اور پولیس افسروں کی ٹیلیفونک گفتگو کا ریکارڈ طلب کر لیا۔ علاوہ ازیں کمیشن نے آئی ایس آئی اور آئی بی کے ڈائریکٹرز سے بھی رپورٹ، ریکارڈ اور ٹیکنیکل معاونت مانگ لی۔ جب قاتل حکمرانوں نے دیکھا کہ کمیشن نے ہمارا ٹیلیفونک ریکارڈ بھی مانگ لیا ہے اور آئی ایس آئی اور آئی بی سے معاونت بھی مانگ لی ہے تو انہوں نے کمیشن کے قانونی دائرہ کار پر لاہور ہائیکورٹ میں اعتراض کر دیا۔

☆ مورخہ 10 جولائی 2014ء کو قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے پریس کانفرنس کے دوران کہا کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن پر قائم ٹربیونل یکطرفہ ہے۔ قاتل پولیس مدعی بن بیٹھی ہے ۔من گھڑت شہادتیں اور جھوٹے ثبوت پیش کئے جا رہے ہیں۔ ٹربیونل کے جج کو چاہیئے تھا کہ اس قتل عام کا حکم دینے والے وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف کو استعفیٰ دینے اور مظلوموں کی مدعیت میں FIR درج کرنے کا حکم دیتا۔ وزیراعلیٰ کے موبائل فون ریکارڈ کی طلبی پر ٹربیونل کے رجسٹرار جوادالحسن کو ہٹا دیا گیا اور اس ٹربیونل کو سانحہ میں ملوث عناصر اور ذمہ داروں کا تعین کرنے کا کوئی اختیار نہیں دیا گیا۔ قتل عام میں ملوث چین آف کمانڈ، چیف سیکرٹری، ہوم سیکرٹری، آئی جی پولیس، ڈی آئی جی آپریشنز، ایس پی ماڈل ٹاؤن اور SHOs کو ان کے عہدوں پر بحال رکھا۔

☆ مورخہ 13 جولائی 2014ء کو ہمیں اعتماد میں لئے بغیر حکومت کی مرضی کی بنائی گئی مشترکہ تفتیشی ٹیم نے تحقیقات کے دوران اصل ذمہ داران کے بجائے چار ایس پیز اور 20 اہلکاروں کو سانحۂ ماڈل ٹاؤن کا ذمہ دار قرار دے کر ان کے خلاف کارروائی کا فیصلہ تو کر لیا مگر انہیں حکم دینے والے سینئرز کے خلاف کوئی ایکشن نہ لیا گیا۔

☆ مورخہ 15 جولائی 2014ء کو مشترکہ تفتیشی ٹیم نے وزیراعلی شہباز شریف اور رانا ثناء اللہ سمیت 18 شخصیات کے ٹیلیفون ریکارڈ یک رکنی ٹربیونل جسٹس علی باقر نجفی کو جمع کروا دیا۔

☆ مورخہ 16 جولائی 2014ء کو سانحہ کے ایک ماہ بعد مشترکہ تحقیقاتی ٹیم کی طرف سے جاری ہونے والی فرانزک رپورٹ میں نہ صرف منہاج القرآن کے پانچ سٹوڈنٹس پر فائرنگ کا الزام عائد کیا گیا بلکہ حملہ آور پولیس والوں کی تعداد صرف 15 قرار دی گئی۔ حالانکہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کی براہ راست نشریات کے دوران ملک

بھر کے میڈیا چینلز نے ہزاروں کی تعداد میں پولیس کو نہتے لوگوں پر بربریت کرتے دکھایا تھا۔

☆ مورخہ 27 جولائی 2014ء کو شہباز شریف نے اپنے بیان حلفی میں اقرار کیا کہ سابق صوبائی وزیر قانون رانا ثناء اللہ کی زیرِصدارت ہونے والے اجلاس میں پولیس آپریشن کا فیصلہ کیا گیا، جس سے وہ مکمل طور پر لاعلم رہے۔

☆ 29 جولائی 2014ء کو منہاج القرآن سیکرٹریٹ پر اس سانحہ کے خلاف پاکستان عوامی تحریک کے زیر اہتمام آل پارٹیز کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں ملک بھر سے 40 سے زائد سیاسی، مذہبی، سماجی، علاقائی جماعتوں، علماء، مشائخ، وکلاء اور ہر طبقہ کی نمائندہ مختلف سطحوں پر قائم یونینز، سول سوسائٹی اور NGOs کے نمائندگان نے خصوصی شرکت کی۔ اس کانفرنس میں جاری مشترکہ اعلامیہ میں پولیس حملہ کو ریاستی دہشت گردی، قتل وغارت گری اور حکومتی بربریت وتشدّد کی بدترین مثال قرار دیا گیا۔ کانفرنس میں نہتے اور پُرامن شہریوں پر براہِ راست گولیاں چلانے اور پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ نہتی خواتین کو بھی براہِ راست گولیوں کا نشانہ بناتے ہوئے شہید کرنے پر وفاقی وصوبائی حکومتوں اور پولیس انتظامیہ کو متنبہ کیا گیا کہ اِس طرح کے کسی واقعے کو قطعی برداشت نہیں کیا جاسکتا اوراس کے ذِمہ داران کو اقتدار میں رہنے کا کوئی حق نہیں۔

کانفرنس میں یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ منہاج القرآن کی طرف سے تھانہ فیصل ٹاؤن میں دائر کی جانے والی درخواست پر فوری FIR درج کی جائے۔ مشترکہ اعلامیہ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو اِس قتل و دہشت گردی کا اصل ذِمہ دار قرار دیتے ہوئے مطالبہ کیا گیا کہ ان کے مسندِ اقتدار پر رہتے ہوئے کسی قسم کی غیر جانبدارانہ تفتیش وشہادتوں کا کوئی امکان ہے اور نہ ہی عدل و انصاف کے تقاضوں کی بجا آوری ممکن ہے۔ لہٰذا وزیرِاعلیٰ پنجاب اور اس جرم میں شریک وزراء فی الفور مستعفی ہو کر خودکو قانون کے حوالے کریں۔ اگر وزیرِاعلیٰ ازخود مستعفی نہ ہوں تو صدرمملکت بحیثیت سربراہ ریاست اُن کو Stepdown کرانے کیلئے اپنا کردار ادا کریں۔ اعلامیہ میں یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن لاہور میں ملّوث جملہ پولیس افسران اور انتظامی عہدیداران بشمول IG، DIG آپریشنز، ہوم سیکرٹری پنجاب، DCO، CCPO، SSP's، SP ماڈل ٹاؤن اور متعلقہ DSP's اور SHO's کو فوری طور پر برطرف کر کے قتل عام، دہشت گردی اور اقدامِ قتل کے جرم میں گرفتار کیا جائے۔

مقتولین کا مقدمہ درج نہ ہو سکا

19 جون 2014ء تھانہ فیصل ٹاؤن میں پاکستان عوامی تحریک کی طرف سے شریف برادران اور پولیس سمیت اس واقعے کے اہم ملزمان کے خلاف ایف آئی آر درج کرنے کیلئے درخواست دی گئی مگر افسوس کہ

14 شہید اور 90 زخمیوں کے باوجود پاکستان عوامی تحریک کی ایف آر درج نہ کی گئی جس پر 4 جولائی 2014ء کو سیشن کورٹ میں ایک درخواست دی گئی کہ ایف آئی آر درج کروائی جائے مگر پھر بھی کچھ نہ ہوا۔ بالآخر پاکستان عوامی تحریک کے لاکھوں کارکنان نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شہداء کے قصاص، انصاف کے حصول اور بنیادی حقوق کی بحالی کے لئے ظالم حکمرانوں کے ظلم وستم سہتے ہوئے 14 اگست 2014ء کو اسلام آباد کی طرف لانگ مارچ کیا۔

☆ اس مارچ کے دوران 16 اگست 2014ء کو ایڈیشنل سیشن جج راجہ محمد اجمل خان نے وزیراعظم نوازشریف، وزیراعلیٰ شہبازشریف، وزیر داخلہ چودھری نثار، وزیر ریلوے خواجہ سعد رفیق، وزیر اطلاعات پرویز رشید، سابق وزیر قانون رانا ثناء اللہ اور گلو بٹ سمیت 21 شخصیات کے خلاف سانحہ ماڈل ٹاؤن کا مقدمہ مدعی کی درخواست کے مطابق درج کرنے کا حکم دیا۔ عدالت نے وکلاء سے دلائل سننے کے بعد چار صفحات پر مشتمل تحریری فیصلہ جاری کیا جس میں کہا گیا کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کی پہلی ایف آئی آر کی بظاہر کوئی حیثیت نہیں ہے کیونکہ اس میں سانحہ کے دوران جاں بحق یا زخمی ہونے والے کسی شخص کا ذکر نہیں ہے۔ تحریری فیصلے میں تھانہ ایس ایچ او فیصل ٹاؤن کو حکم دیا گیا کہ ادارہ منہاج القرآن کی درخواست کے مطابق سانحہ ماڈل ٹاؤن کا مقدمہ درج کیا جائے اور پھر قانون کے مطابق اس کی تفتیش کی جائے۔

☆ حکمرانوں نے اس حکم پر بھی ایف آئی آر درج نہ کی اور وزیراعظم اور وزیراعلی سمیت 22 شخصیات کے خلاف سانحہ ماڈل ٹاؤن کا مقدمہ درج کرنے کے ایڈیشنل سیشن جج کے حکم کو لاہور ہائی کورٹ میں چیلنج کر دیا۔

☆ انقلاب مارچ اور دھرنے کے دوران مسلسل ماڈل ٹاؤن کے شہداء کے قاتلین کے خلاف ایف آئی آر کاٹنے کا مطالبہ کیا جاتا رہا مگر کوئی شنوائی نہ ہوئی۔

جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ

انصاف کے حصول کے لئے لاکھوں شرکاء انقلاب مارچ اسلام آباد میں دھرنا دیئے ہوئے تھے کہ مورخہ 26 اگست 2014ء کو ایک نجی TV چینل کے ذریعے جوڈیشل کمیشن کی تحقیقاتی رپورٹ منظر عام پر آ گئی جس میں پنجاب حکومت کو براہ راست ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔ فاضل ٹریبونل نے اپنی رپورٹ میں سانحہ ماڈل ٹاؤن کی بنیادی وجوہات کا ذکر کرتے ہوئے قرار دیا کہ ’’سانحہ ماڈل ٹاؤن انتظامیہ کی ناکامی تھی جس میں پولیس کی طرف سے نہتے افراد پر گولیاں چلائی گئیں۔ اس سانحے میں اس قدر وسیع پیمانے پر پولیس کی طرف سے کی گئی فائرنگ کسی ذمہ دار اتھارٹی کے حکم کے بغیر کرنا ممکن نہیں تھا۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ وزیراعلیٰ پنجاب کی طرف سے ٹریبونل میں داخل کئے گئے حلف نامے میں تضاد ہے۔ وزیراعلیٰ نے کمیشن میں داخل حلف نامے میں کہا ہے کہ

اس واقعہ کی اطلاع ملتے ہی انہوں نے متعلقہ اتھارٹیز کو اس بات کا حکم دیا کہ پولیس کو فوری طور پر ہٹا لیا جائے مگر سابق صوبائی وزیر قانون رانا ثناء اللہ اور وزیراعلیٰ کے سابق پرنسپل سیکرٹری توقیر شاہ نے اپنے حلف ناموں میں اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ وزیراعلیٰ نے انکو کوئی ایسا حکم دیا۔ وزیراعلیٰ نے اپنی پریس کانفرنس میں بھی ایسے حکم کا ذکر نہیں کیا۔ جس سے لگتا ہے حلف نامے میں یہ بات کچھ سوچ کر شامل کی گئی۔ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ وزیراعلیٰ نے اپنے بیان حلفی کے برعکس پولیس کو پیچھے ہٹنے کا ذکر کیا ہی نہیں۔ رپورٹ کے مطابق 16 جون 2014ء کی رات اس وقت کے وزیر قانون رانا ثناء اللہ کی صدارت میں ہونے والے اجلاس میں کئے گئے فیصلے وسیع پیمانے پر قتل عام کا سبب بنے۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن میں پولیس مکمل طور پر ملوث ہے۔ یہ معاملہ پنجاب کی تمام حکومتی اتھارٹیز کی بے حسی کو ظاہر کرتا ہے کیونکہ پولیس نے وہی کیا جس کا اسے حکم ملا تھا۔ فاضل ٹریبونل نے اپنی رپورٹ میں یہ بھی کہا انکو ذمہ داری کا تعین کرنے کی ذمہ داری نہیں سونپی گئی۔ فاضل ٹریبونل نے اپنی وجوہات کے آخر میں یہ بھی تحریر کیا حکومت اسکی روشنی میں ذمہ داروں کا تعین کر سکتی ہے''۔

☆ شاہراہ دستور پر دیئے گئے انقلاب دھرنا کے دوران حکمرانوں کی طرف سے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے مقدمہ کے اندراج کے متعلق سیشن کورٹ کے حکم کے خلاف لاہور ہائی کورٹ میں کی گئی درخواست 26 اگست 2014ء کو خارج کردی اور ہائی کورٹ نے بھی سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ذمہ داران کے خلاف PAT کے موقف کے مطابق مقدمہ درج کرنے کا حکم دے دیا۔ لاہور ہائیکورٹ کے مسٹر جسٹس محمود مقبول باجوہ نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کا مقدمہ وزیراعظم، وزیراعلیٰ سمیت 21 افراد کے خلاف درج کرنے کے سیشن عدالت کے فیصلے کو برقرار رکھتے ہوئے چار وفاقی وزراء کی درخواستیں خارج کردیں۔ عدالت نے وفاقی وزیر اطلاعات نشریات پرویز رشید، وزیر دفاع خواجہ آصف، وزیر ریلوے خواجہ سعد رفیق اور وزیر مملکت پانی و بجلی عابد شیر علی کی طرف سے سیشن جج کے فیصلے کیخلاف دائر درخواستیں خارج کرتے ہوئے اپنے مختصر فیصلے میں قرار دیا کہ درخواست گزار اپنی درخواستوں کے حق میں کوئی قانونی جواز فراہم نہیں کرسکے۔ سانحہ ماڈل ٹاون کا مقدمہ درج کئے بغیر اس فیصلے کو ہائیکورٹ میں چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔

☆ لاہور ہائی کورٹ کے اس فیصلہ پر 27 اگست 2014ء کو سانحہ ماڈل ٹاؤن کا مقدمہ درج کرانے کے لئے PAT کے وکلاء تھانہ فیصل ٹاؤن پہنچے مگر لاہور ہائیکورٹ کے احکامات کے باوجود بھی پولیس نے وزیراعظم، وزیراعلیٰ پنجاب سمیت اہم حکومتی شخصیات و پولیس افسروں کے خلاف سانحہ ماڈل ٹاؤن کا مقدمہ درج نہ کیا۔

☆ 27 اگست 2014ء کو دھرنے کے دوران حکومت کے اعلیٰ سطحی وفد کے ساتھ مذاکرات ہوئے مگر یہ

مذاکرات حکومت کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے ناکام ہوئے۔ ان مذاکرات میں ہم نے حکومت کے سامنے اپنی دو شرائط رکھی تھیں کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن میں ملوث 21 افراد کیخلاف مقدمہ درج کیا جائے اور وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اپنا استعفیٰ پیش کریں لیکن وزیراعظم نواز شریف اور حکومت نے ہمارے جائز مطالبات کو ماننے سے ہی انکار کر دیا۔ وزیراعلیٰ اور وزیراعظم کے استعفے تو دور کی بات، وہ مظلوموں کی ایف آئی آر بھی کٹوانے کو تیار نہ ہوئے۔ حکومت نے اس ضمن میں غیرسنجیدگی کا مظاہرہ کیا کیونکہ وہ آئینی، قانونی، جمہوری اور اخلاقی طریقوں پر یقین نہیں رکھتے۔ حالانکہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کا مقدمہ مقتولین کے ورثا اور مظلوموں کا حق تھا جس کا حکم عدلیہ نے بھی دیا کہ اسکی ایف آئی آر درج کی جائے۔

☆ 28 اگست 2014ء کو لاہور ہائیکورٹ کے حکم پر سانحہ ماڈل ٹاؤن کا مقدمہ تھانہ فیصل ٹاؤن میں درج کر لیا گیا۔ مگر مقدمہ کے اندراج میں عمداً کئی چیزوں کو شامل نہ کیا گیا۔ نہ دہشت گردی کی دفعہ لگائی گئی اور نہ ہی وزیراعظم نواز شریف اور وزیراعلیٰ شہباز شریف کا نام شامل کیا گیا۔ لہذا PAT کی طرف سے اس ایف آئی آر کو نامکمل ہونے کے باعث یکسر مسترد کر دیا گیا اور مطالبہ کیا گیا کہ وہ تمام شقیں اس ایف آئی آر میں شامل کی جائیں جو ہمارا بنیادی قانونی حق اور سانحہ کی حقیقی صورت حال ہے۔ اس لئے کہ حکمرانوں نے اس سانحہ کے فوراً بعد ہمارے خلاف دہشت گردی کا پرچہ کاٹا جبکہ اپنے خلاف دہشت گردی کی دفعہ کو لگایا ہی نہ گیا۔

☆ دھرنے کے دوران اس سلسلہ میں حکومتی وفود سے وقتاً فوقتاً 7 مرتبہ مذاکرات ہوئے مگر یہ تمام مذاکرات حکومتی ہٹ دھرمی، غیر سنجیدہ رویے، تکبر و رعونت اور اقتدار کے زعم کی وجہ سے ناکام ہوئے۔ دھرنے میں پیش کردہ دوسرے مطالبات تو ایک طرف حکومت ہمارے موقف کے مطابق ایف آئی آر تک درج کروانے پر آمادہ نہ ہوئی۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن کی ایف آئی آر اور آرمی چیف

دھرنے کے دوران آرمی چیف نے قائد انقلاب سے 28 اگست 2014ء کو ملاقات کی۔ اس ملاقات میں بھی قائد انقلاب نے حکومت کی طرف سے کاٹی گئی ایف آئی آر کی کاپی آرمی چیف کو دکھائی تو انہوں نے حکومت کی چالاکی پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے اسے غلط اقدام قرار دیا اور نئے سرے سے درست ایف آئی آر کے اندراج کا وعدہ کیا۔

☆ بالآخر یکم ستمبر 2014ء کو ایف آئی آر آرمی چیف کے حکم پر درج ہوئی۔ حکومت نے فوج کے دباؤ میں آکر بادل نخواستہ حقیقت کو تسلیم کیا اور PAT کے موقف کے عین مطابق تمام دفعات بشمول دہشت گردی کی دفعہ لگاتے ہوئے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے جملہ ذمہ داران 21 افراد کے خلاف مقدمہ درج کیا جو حکومت نے 17 جون

2014ء سے لے کر اب تک بالجبر روک رکھا تھا۔ تھانہ فیصل ٹاؤن میں سانحہ ماڈل ٹاؤن میں وزیراعظم نوازشریف' وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف سمیت 21 اہم حکومتی شخصیات و پولیس افسران کے خلاف درج مقدمہ میں دہشت گردی' اغواء، قرآن پاک کی بے حرمتی اور تیاری کے ساتھ مداخلت بے جا کرنے کی دفعات شامل کر لی گئیں۔ تھانہ فیصل ٹاؤن میں عدالتی احکامات پر سانحہ ماڈل ٹاؤن کے وزیراعظم نوازشریف' شہباز شریف' حمزہ شہباز' وفاقی وزراء سعد رفیق' خواجہ آصف' پرویز رشید' عابد شیر علی' چودھری نثار' رانا ثناء اللہ' سابق ڈی آئی جی آپریشنز لاہور رانا عبدالجبار و دیگر کے خلاف درج مقدمہ نمبر 696/14 میں 4 مزید دفعات کا اضافہ کیا گیا ہے جن میں انسداد دہشت گردی، حبس بے جا کی غرض سے اغوا کرنے، قرآن پاک کی بے حرمتی، کسی کی جگہ پر گھسنے کی دفعہ کا اضافہ کر دیا گیا۔ اس سے قبل مقدمہ میں قتل' ارادہ قتل' ڈکیتی سمیت دیگر دفعات لگائی گئی تھیں۔

مقام غور یہ ہے کہ جس ملک میں حکومتی ایماء پر سرے عام پولیس گولیاں مار کر 14 لوگوں کو شہید اور 90 لوگوں کو زخمی کرے، اس کے تمام مناظر میڈیا پر براہ راست نشر بھی ہوں مگر پھر بھی ایف آئی آر درج کروانے کیلئے لاکھوں لوگوں کو لانگ مارچ کرنا پڑے اور اس کا اثر بھی نہ ہو، بالآخر آرمی چیف کی مداخلت سے ایف آئی آر درج ہو، ایسے نظام سے کس انصاف کی توقع کی جا سکتی ہے؟

جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ کی عدم اشاعت اور کمیشن کی تحلیل

حکومت نے جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ کو منظر عام پر لانے سے انکار کر دیا۔ اس تحقیقاتی جوڈیشل کمیشن نے سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ ثابت کر دیا تھا۔ PAT کی طرف سے کوئی گواہیاں نہیں دی گئیں اسکے باوجود ٹریبونل نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے حقائق واضح کر دیئے۔ اس رپورٹ کو عوام کے سامنے پیش نہ کرنے کا سبب یہ ہے کہ اس رپورٹ سے وزیراعلیٰ کا قاتل ہونا ثابت ہو چکا۔ شہباز شریف نے اپنے بیان حلفی میں پولیس کو واپس بلانے کیلئے Disengagement کا لفظ استعمال کیا، یہ دہشت گردی کی اصطلاح ہے جس کے تحت صفایا کرو اور واپس آجاؤ کے احکامات جاری کئے جاتے ہیں۔ لہذا 14 لاشیں اور 14 گھنٹے کی یہ طویل کارروائی ان کے حکم کے بغیر ممکن ہی نہیں۔

وزیر اعلی اور اس کے کارندوں نے جب انگلی کے بجائے اپنی طرف پورا ہاتھ اٹھتا دیکھا تو جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ منظر عام پر لانے کے بجائے یہ کہہ کر کہ یہ رپورٹ درست تحقیقات پر مبنی نہیں، ایک نئی جے آئی ٹی بنا ڈالی اور پراپیگنڈہ کیا گیا کہ اس رپورٹ کو شائع کرنے سے فرقہ وارنہ فسادات کا خطرہ ہے۔

پاکستان عوامی تحریک نے لاہور ہائی کورٹ میں درخواست دائر کی کہ جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ شائع کی جائے

مگر ان حکمرانوں نے جوڈیشل کمیشن بنتے ہی اپنے کسی عام شہری سے جوڈیشل کمیشن کی قانونی حیثیت کو چیلنج کروا دیا تھا تا کہ اگر فیصلہ ان کے خلاف آئے تو اسے چیلنج کیا جا سکے۔ بالکل ایسا ہی ہوا کہ رپورٹ لکھے جانے کے بعد جب حکمرانوں کو پتہ چلا کہ ذمہ دار انھیں ٹھہرایا گیا ہے تو اس درخواست پر سماعت شروع کروا دی تا کہ کمیشن کو ہی ختم کر دیا جائے جس نے یہ رپورٹ لکھی ہے۔

☆ اس جوڈیشل کمیشن کو از خود تحلیل کرنے کے بعد اس سانحہ پر حکومت نے اپنی مرضی کی ایک اور JIT (تحقیقاتی ٹیم) بنا ڈالی۔ اس JIT پر بھی PAT نے عدم اعتماد کا اظہار کیا کہ یہ JIT ہمیں اعتماد میں لئے بغیر بنائی گئی ہے۔ ہمارا مطالبہ تھا کہ ایک ایسی JIT بنائی جائے جس میں ISI، MI، IB اور KPK کا کوئی پولیس افسر شامل ہو تا کہ آزادانہ اور منصفانہ تحقیقات عمل میں آئیں جبکہ حکومت اس طرح کی JIT بنانے میں بھی لیت و لعل سے کام لے رہی تھی اور نہ ہی شہباز شریف کا استعفیٰ آ رہا تھا۔ حکومت نے اپنی مرضی کی JIT بنائی جس میں سربراہ کی ذمہ داری اپنے معتمد خاص عبدالرزاق چیمہ کو سونپی گئی۔ یہ کیسا انصاف ہے کہ تفتیش کے لئے JIT بنانے کا اختیار بھی نامزد ملزمان جو پنجاب و وفاق حکمران ہیں، ان کے پاس ہو۔ پاکستان عوامی تحریک اور جملہ شہداء کے لواحقین نے اس سرکاری JIT کو ماننے سے انکار کر دیا اور اعلان کر دیا کہ ہم اس JIT پر اعتماد نہیں کرتے۔

☆ اس JIT نے اپنے متعدد اجلاس کئے، مگر جن پر ظلم ہوا، جن کے افراد شہید و زخمی ہوئے، جو متاثر ہوئے ان کی کوئی شنوائی تا حال نہ ہو سکی اور اس سانحہ کے دوران شہید و زخمی ہونے والے انصاف کی تلاش میں ہیں۔

سانحہ ماڈل ٹاؤن کے اصل محرکات پر نوازشات

اگر یہ سانحہ حکمرانوں کی مرضی سے نہ ہوا ہوتا تو حکمران غیر جانبدار تفتیش کروا کر ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچاتے مگر یہاں پر کچھ الٹا ہی دکھائی دیا۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ملزمان کو پنجاب حکومت کی طرف سے سزا دینے کی بجائے نوازا گیا۔ وزیر اعلیٰ کے پرنسپل سیکرٹری ڈاکٹر توقیر شاہ کو عہدے سے ہٹا کر عوام کے آنکھوں میں دھول جھونکنے کے بعد ڈبلیو ٹی او میں سفیر مقرر کر دیا گیا، جس پر پاکستان عوامی تحریک نے شدید احتجاج کیا اور ہزاروں لوگوں کے دستخطوں سے ڈبلیو ٹی او کو ایک یادداشت بھیجی کہ 14 انسانوں کے قاتل کو بطور سفیر قبول نہ کیا جائے جس کے نتیجے میں ڈاکٹر توقیر کو اس عہدے سے ڈبلیو ٹی او نے ہٹا دیا۔

اسی طرح رانا ثناء اللہ کو وزیر قانون کے عہدے سے ہٹانے کے بعد پہلے سے زیادہ اختیارات دے دیئے گئے۔ اس سانحہ میں ملوث کئی پولیس افسران کو ترقیاں دے دی گئیں اور کئی کو بیرون ملک کورسز پر بھجوا دیا۔ سانحہ ماڈل ٹاون کے ردعمل میں کم و بیش پاکستان کی تمام جماعتوں نے نہ صرف بھرپور مذمت کی بلکہ ذمہ داران کو قرار واقعی سزا دلوانے کا مطالبہ بھی کیا لیکن حکمرانوں کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی اور اب وہ اپنی سرکشی میں آگے ہی بڑھتے جا رہے ہیں۔

جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ آنے کے بعد موجودہ حکمرانوں پر ماڈل ٹاؤن واقعہ کا الزام ہی نہیں بلکہ جرم ثابت ہوچکا۔ یہ بات واضح ہے کہ غیر جانبدار جے آئی ٹی کا قیام حکمرانوں کیلئے پھانسی کا پھندا ہے۔اگر حکمران قاتل نہیں تو غیر جانبدار جے آئی ٹی کیوں نہیں بناتے اور سانحہ ماڈل ٹاؤن کے اصل محرکات کو بے نقاب کیوں نہیں کرتے۔ قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی جدوجہد جن کرپٹ ظالم حکمرانوں کے خلاف تھی وہی سانحہ ماڈل ٹاؤن کے اصل مجرم ہیں۔قائد انقلاب کی قیادت میں پاکستان عوامی تحریک نے اپنے کارکنان کی جانیں پیش کر کے پاکستانی عوام کے سامنے سیاسی شعبدہ بازوں کے راز کھول دیئے کہ ایک دوسرے کو گالیاں دینے والے، سڑکوں پر گھسیٹنے اور پیٹ پھاڑنے والے، دنیا دار اور دین کے ٹھیکیدار اپنے مفادات کو خطرے پہنچتے دیکھ کر آپس میں مک مکا کرلیتے ہیں۔ ان تمام حکمران طاقتوں کیلئے پاکستان عوامی تحریک کا پیغام ہے کہ ''ظلم آخر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے'' حکمران طاقت کے زور سے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شواہد کو جتنا بھی مسخ کرلیں مگر ایک نہ ایک دن ان کو اس ظلم کا حساب دینا ہوگا۔ وقت بدلتا ہے، ایام گردش کرتے ہیں۔ اللہ کی صفتِ عدل یہ ہے کہ وہ اسی دنیا میں حساب برابر کر دیتا ہے۔تم دنیا کے عدالتی نظام پر اثر انداز تو ہو سکتے ہومگر خدائی نظام عدل میں مکافاتِ عمل سے کوئی راہ فرار نہیں۔

اظہار تعزیت

گذشتہ ماہ تحریک منہاج القرآن لاہور کینٹ کے صدر محترم فاروق انور علوی کے والد گرامی محترم حاجی محمد انور علوی صاحب قضائے الٰہی سے رحلت فرما گئے۔ مرحوم و مغفور اور ان کی تمام اولاد تحریک منہاج القرآن کا سرمایہ ہے۔ جن کی خدمات لائق صد تحسین ہیں۔ مرحوم کی صاحبزادی محترمہ فریدہ انور علوی منہاج القرآن ویمن لیگ لاہور کینٹ A کی صدر ہیں جبکہ دوسری صاحبزادی محترمہ نورین انور علوی ویمن لیگ شیخوپورہ کی صدر ہیں اور ان کے بھائی محترم منصور بلال علوی لاہور کینٹ کے کوآرڈینیٹر ہیں۔ علوی خاندان نے اسلام آباد دھرنے میں بھی اہم کردار ادا کیا تھا۔ ان شاندار خدمات کے پیش نظر مرحوم و مغفور کی وفات پر مرکزی امیر تحریک منہاج القرآن حضرت صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی کی قیادت میں تحریک کے اعلیٰ سطحی وفد جس میں ناظم اعلیٰ تحریک محترم خرم نواز گنڈا پور، ناظم اعلیٰ تنظیمات محترم شیخ زاہد فیاض اور منہاج القرآن علماء و مشائخ رابطہ کونسل کے مرکزی ناظم صاحبزادہ محمد حسین آزاد الازہری شامل تھے نے نماز جنازہ میں خصوصی شرکت کی۔ مرکزی امیر تحریک نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی اور مرحوم کی بخشش و مغفرت کے لئے خصوصی دعا کی اور تحریک منہاج القرآن کے لئے مرحوم اور ان کے خاندان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔

ہمارا مطالبہ دیت نہیں قصاص ہے (نوراللہ صدیقی)

سانحہ ماڈل ٹاؤن کو آج برپا ہوئے ایک سال مکمل ہو گیا، ایک سال کے بعد ہم اپنے زخمی وشہید کارکنوں کے ساتھ اس عہد کی تجدید کرتے ہیں کہ ہم آپ کو نہ بھولے اور نہ قاتلوں کی پھانسی تک چین سے بیٹھیں گے اور نہ ہی حکمرانوں کے مسلسل ایک سال سے جاری مظالم، جھوٹے مقدمات، سزائیں اور انتقامی کارروائیاں ہمارے حوصلوں کو کمزور کر سکیں۔ پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر طاہر القادری بارہا اعلان کر چکے ہیں کہ قاتلوں کی پھانسی تک چین سے نہیں بیٹھیں گے اور ہمارا مطالبہ دیت نہیں قصاص ہے۔ ظالم اور قاتل حکمرانوں نے سربراہ عوامی تحریک ڈاکٹر طاہر القادری کو ڈرانے اور جھکانے کیلئے ہر ستم اور ہتھکنڈہ آزمایا، ان کے خلاف سنگین دفعات کے تحت درجنوں مقدمات درج کیے، ان کا میڈیا ٹرائل کیا، ڈیل کی گھٹیا اور لغو تہمت لگائی مگر وہ انہیں ڈرا ،دبا اور جھکا نہ سکے۔ وہ آج بھی اپنے شہید کارکنوں کے خون کا بدلہ خون کی صورت میں مانگ رہے ہیں۔ ان کا فرمانا ہے کہ انقلاب کیلئے جانیں دینے والے کارکنوں جیسے کارکن آج تک کسی ماں نے جنیں اور نہ کوئی ماں جنے گی۔ کارکنوں نے خون کا نذرانہ دیکر پاکستان کے عوام کے مقدر میں انقلاب لکھ دیا ہے اب دنیا کی کوئی طاقت پاکستان کو انقلاب سے دور رکھ سکتی ہے اور نہ ہی قاتلوں کو پھانسی کی سزا سے بچا سکتی ہے۔ 29 جون 2014ء کے دن آل پارٹیز کانفرنس میں قومی سیاسی رہنماؤں نے جس عزم کا اظہار کیا تھا آج بھی پاکستان عوامی تحریک اور آل پارٹیز کانفرنس میں شریک ہونے والی جماعتوں کی لیڈر شپ اس پر قائم ہے۔ آل پارٹیز کانفرنس میں ق لیگ کے مرکزی صدر چودھری شجاعت حسین، تحریک انصاف کے وائس چیئرمین شاہ محمود قریشی، ایم کیو ایم کے رہنما خالد مقبول صدیقی، سنی اتحاد کونسل کے صدر صاحبزادہ حامد رضا، عوامی مسلم لیگ کے صدر شیخ رشید، مجلس وحدت المسلمین کے رہنما راجہ ناصر عباس ، جماعت اسلامی کے رہنما نذیر احمد جنجوعہ، تحریک ہزارہ کے بابا حیدر زمان، علامہ ابتسام الٰہی ظہیر، آل پاکستان مسلم لیگ کے رہنما احمد رضا قصوری، سردار آصف احمد علی، سابق گورنر پنجاب غلام مصطفیٰ کھر، جمشید دستی، جے سالک، مائیکل جاوید، سردار رمیش سنگھ، اجمل وزیر، راحیلہ ٹوانہ نے شرکت کی۔ قومی رہنماؤں نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کو حکومتی غنڈہ گردی اور ریاستی دہشتگردی کا بدترین واقعہ قرار دیا۔ آج ایک سال کے بعد آل پارٹیز کانفرنس کے اعلامیہ کو قارئین کے مطالعہ کیلئے پیش کر رہے ہیں کہ آل پارٹیز کانفرنس میں جن نکات پر اتفاق کیا گیا تھا پاکستان عوامی تحریک اور اس کی قیادت آج تک ان نکات پر عمل پیرا ہے اور انصاف کیلئے جدوجہد کر رہی ہے اور کامل انصاف تک چین سے نہیں بیٹھے گی۔

آل پارٹیز کانفرنس کا مشترکہ اعلامیہ

☆ 17 جون کو لاہور میں ڈاکٹر طاہر القادری کی رہائش گاہ اور منہاج القرآن سیکرٹریٹ پر ہونے والا پولیس حملہ ریاستی دہشت گردی، قتل وغارت گری اور حکومتی بربریت وتشدّد کی بدترین مثال ہے ،جس میں نہتے اور پُرامن

شہریوں پر براہِ راست گولیاں چلائی گئیں اور پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ نہتی خواتین کو بھی براہِ راست گولیوں کا نشانہ بناتے ہُوئے شہید کر دِیا گیا اور قرآن مجید کی بے حرمتی کی گئی۔سانحہ ماڈل ٹاؤن لاہور کی شدید ترین الفاظ میں مذمّت کی جاتی ہے۔عوام کے جان ومال کا تحفظ،آزادی اظہار رائے اور پرامن احتجاج کا عوامی حق حقیقی جمہوریت کے ناگزیر تقاضے ہیں۔پُرامن اور نہتے شہریوں پر ظلم و بربریت ایک ایسا عمل ہے جو اسلامی،آئینی،قانونی، جمہوری اور بین الاقوامی اقدار کی دھجیاں اُڑانے کے مترادف ہے۔وفاقی وصوبائی حکومتوں اور پولیس انتظامیہ کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ اِس طرح کے کسی واقعے کو قطعی برداشت نہیں کیا جاسکتا اور اس کے ذِمہ داران کو اقتدار میں رہنے کا کوئی حق نہیں۔

☆ سانحہ ماڈل ٹاؤن لاہور میں قتل و دہشت گردی میں ملوّث پولیس کی مدعیت میں دہشت گردی کا شکار ہونے والے مظلومین اور متاثرین کے خلاف درج ہونے والی بے بُنیاد اور جُھوٹی FIR اور اِس واقعہ کے خلاف مختلف شہروں میں ہونے والے پرامن مظاہروں میں شریک مرد وخواتین کے خلاف درج کی جانے والی جملہ FIRs کو مکمل طور پر مسترد کیا جاتا ہے۔واضح رہے کہ پرامن مظاہرے کرنا آئین پاکستان کے آرٹیکل 16 کے تحت شہریوں کا بنیادی حق ہے اس لیے ان بے بنیاد مقدمات کے فوری اخراج کا بھرپور مطالبہ کیا جاتا ہے۔مزید برآں پُرزور مطالبہ کیا جاتا ہے کہ منہاج القرآن کی طرف سے تھانہ فیصل ٹاؤن میں دائر کی جانے والی درخواست پر فوری FIR درج کی جائے۔اس درخواست کو 10 دنوں سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے مگر FIR درج نہیں کی گئی۔

☆ ریاستی دہشت گردی اور قتل عام کے مناظر ملکی چینلز پر براہِ راست دکھائے جاتے رہے جس میں نہتے شہریوں پر براہِ راست فائرنگ کی گئی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب اِس قتل و دہشت گردی کے اصل ذِمہ دار ہیں۔اُن کے مسندِ اقتدار پر رہتے ہوئے کسی قسم کی غیر جانبدارانہ تفتیش وشہادتوں کا کوئی امکان ہے نہ ہی عدل و انصاف کے تقاضوں کی بجا آوری ممکن ہے۔ لہٰذا وزیر اعلیٰ پنجاب اور اس جرم میں شریک وزراء فی الفور مستعفی ہو کر خود کو قانون کے حوالے کریں۔اگر وزیرِ اعلیٰ ازخود مُستعفی نہ ہوں تو صدر مملکت بحیثیت سربراہ ریاست اُن کو Stepdown کرانے کیلئے اپنا کردار ادا کریں۔

☆ سانحہ ماڈل ٹاؤن لاہور میں ملوث جملہ پولیس افسران اور انتظامی عہدیداران بشمول IG،DIG آپریشنز، ہوم سیکرٹری پنجاب،DCO،CCPO ، SSP's،SP ماڈل ٹاؤن اور متعلقہ DSP's اور SHO's کو فوری طور پر برطرف کر کے قتلِ عام،دہشت گردی اور اقدامِ قتل کے جرم میں گرفتار کیا جائے۔

☆ سانحہ ماڈل ٹاؤن لاہور کی آزادانہ،غیر جانبدارانہ تحقیقات کے لیے سپریم کورٹ کے تین ایسے غیر متنازعہ ،غیر جانبدار اور اچھی شہرت کے حامل ججز جن پر متاثرین کو مکمل اعتماد ہو،پر مشتمل بااختیار جوڈیشل کمیشن تشکیل دیا جائے۔کمیشن کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ وزیر اعظم،نامزد ووفاقی وزراء،وزیر اعلیٰ پنجاب سمیت کسی بھی حکومتی و انتظامی شخصیت یا اہلکار کو طلب کر سکے۔مزید برآں جوڈیشنل کمیشن سانحہ ماڈل ٹاؤن کی تحقیقات کے لیے تحقیقی اداروں کے اچھی شہرت کے حامل اعلیٰ افسران جن پر متاثرین کو مکمل اعتماد ہو، پر مشتمل انکوائری کمیٹی تشکیل دی جائے۔

مضبوط قوتِ ارادی کے حصول کا وظیفہ: یَا قَوِیُّ

<u>**فوائد و تاثیرات:**</u> اس وظیفہ کے پڑھنے سے پریشانی دور ہوجاتی ہے۔ اگر اس کے ساتھ المبدی ملاکر یَا مُبْدِئُ یَا مُعِیْدُ پڑھا جائے تو بھولی ہوئی چیز یاد آجاتی ہے اور مخفی امور اس پر ظاہر ہوجاتے ہیں۔

اگر کوئی گھر سے غائب ہوجائے تو اس وظیفہ کو سات دن متواتر ۷۰ مرتبہ روزانہ گھر کے چاروں طرف پڑھتے رہنے سے غائب ہونے والا صحیح سلامت واپس آجائے گا یا اس کی اطلاع مل جائے گی، اسی طرح گمشدہ چیز بھی مل جاتی ہے۔

<u>**عام معمول:**</u> اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ورد سو (۱۰۰) مرتبہ روزانہ کریں۔

اس وظیفہ کو حسب ضرورت ۱۱ دن، ۴۰ دن یا اس سے بھی زیادہ عرصہ کے لئے جاری رکھ سکتے ہیں۔

اَلْمُمِیْتُ ......موت دینے والا

شہوات اور نفسِ امارہ کے شر سے محافظت کا وظیفہ: یَا مُمِیْتُ

<u>**فوائد و تاثیرات :**</u> اس اسم کے ورد سے نفس زیر ہو کر تابع فرمان ہو جاتا ہے اور نفس امّارہ سے خلاصی حاصل ہوتی ہے، شہوات ختم ہوتی ہیں اور کثرت ذکر سے دشمن اپنے عزائم میں ناکام ہوتا ہے۔

<u>**عام معمول:**</u> اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ورد سو (۱۰۰) مرتبہ روزانہ کریں۔

اس وظیفہ کو حسب ضرورت ۱۱ دن، ۴۰ دن یا اس سے بھی زیادہ عرصہ کے لئے جاری رکھ سکتے ہیں۔

(شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، الفیوضات المحمدیہ، ص: ۳۱۸، ۳۱۹)

گلدستہ

مرتّبہ: ملکہ صبا

اقوال زریں

۱۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو تو دعا کی قبولیت پر یقین رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ غافل، لاپرواہ اور مایوس کی دعا قبول نہیں کرتا۔ (حضور نبی اکرم ﷺ)

۲۔ زبان کو شکایت سے بند کرو، خوشی کی زندگی عطا ہوگی۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ)

۳۔ سخی خدا کا دوست ہے چاہے فاسق ہو، بخیل خدا کا دشمن ہے چاہے زاہد ہو۔ (حضرت عمر فاروقؓ)

۴۔ عقلمند اپنے آپ کو پست کرکے بلندی حاصل کرتا ہے اور نادان اپنے آپ کو بڑھا کر ذلت اٹھاتا ہے۔ (حضرت علیؓ)

۵۔ حقیر سے حقیر پیشہ اختیار کرنا ہاتھ پھیلانے سے بدرجہا بہتر ہے۔ (حضرت عثمان غنیؓ)

۶۔ خدا کی جنت دنیا میں کبھی دیکھنے کا شوق ہوا توفقط ایک بار اپنی ماں کی گود میں کبھی سوکر دیکھنا۔ (حضرت امام حسینؓ)

۷۔ منزل حق کے حصول کیلئے نماز نہایت ضروری ہے کیونکہ مومن کی معراج ہی نماز ہے۔ (خواجہ غریب نوازؒ)

۸۔ جاہلوں کا طریقہ یہ ہے کہ جب ان کی دلیل مقابل کے آگے نہیں چلتی تو وہ لڑنا شروع کردیتے ہیں۔ (شیخ سعدیؒ)

مزاحیہ ادب

سیاسی و سوشل قربانیاں: فی الحال تو قربانی کے جانور ہیں جو تماش بینوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ یہ بھی سیاست کا ہی کرشمہ ہے کہ خریدنے والے کم اور تماشا دیکھنے والے زیادہ ہوگئے ہیں۔ اب صورتحال یہ ہے جانور لوگوں کی بے بسی کا تماشا دیکھتے ہیں اور لوگ جانوروں کی زیب و زینت اور قیمتوں سے دل بہلاتے ہیں۔

شیطان کا تعارف

جب شیطان زمین پر اترا تو اللہ رب العزت سے عرض کیا۔ اے میرے رب تو نے مجھے زمین پر اتار دیا اور مجھے مردہ ٹھہرایا، میرا بھی کوئی گھر مقرر کر۔ فرمایا غسل خانہ۔ بولا میرے بیٹھنے کی جگہ کونسی ہوگی؟ فرمایا بازار اور چوک۔ کہنے لگا میرا کھانا۔ فرمایا ہر وہ کھانا جسے کھاتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی جائے۔ بولا اور میرے پینے کی چیز کیا ہوگی؟ فرمایا ہر نشہ آور چیز۔ کہنے لگا اور میرا ڈھنڈوریا کون ہوگا؟ فرمایا باجے۔ بولا میری تلاوت مقرر فرما۔ فرمایا (برے) شعر، بولا اور میری تحریر؟ فرمایا انسانی جسم میں گود کر اس میں سرمہ بھرنا، بولا میری باتیں؟ فرمایا جھوٹ اور میرا پیغمبر کون ہوگا؟ فرمایا نجومی، عرض کیا اور میرا جال فرمایا۔ عورتیں۔ (کنزالعمال)

صحت کے مسائل

(ڈاکٹر مصباح کنول۔نشتر میڈیکل کالج)

نمکیات

نمکیات بھی وٹامنز کی طرح نامیاتی مرکبات ہیں یہ بھی جسم کے لئے از حد ضروری ہیں کیونکہ یہ جسم کی نشوونما کو برقرار رکھتے ہیں۔ خلیات کو دوبارہ جوڑتے ہیں۔ یہ اعصابی نظام کو مدد دینے اور پٹھوں کے کھچاؤ اور پھیلاؤ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ چند عام نمکیات کیلشیم، پوٹاشیم، میگنیشیم، فاسفورس، سوڈیم، کلورین وغیرہ ہیں جن کے بغیر ایک متوازن غذا ناممکن ہے۔ روزمرہ زندگی میں ان کا صحت کے لئے ہونا نہایت ضروری ہے جس طرح محنت طلب کام مثلاً باڈی بلڈنگ وغیرہ کے ذریعے پسینہ جسم سے خارج ہونے کے باعث نمکیات بھی خارج ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں گرمی کے موسم میں بھی پسینہ قدرے زیادہ آتا ہے اور روزہ کے دوران بھی جسم کو نمکیات مہیا نہیں ہوتا لہذا اس دوران نمکیات کی مناسب مقدار کا خیال ضرور رکھنا چاہئے۔ نمکیات کے ذرائع اور ان کا دائرہ اثر درج ذیل ہے:

کیلشیم: کیلشیم دودھ، انڈہ کی زردی، سبز پتوں والی سبزیوں وغیرہ سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ ہڈیوں اور خصوصاً دانتوں کو مضبوط کرتا ہے۔ علاوہ ازیں نظام دوران خون کو تقویت دیتا ہے اور پٹھوں کے کھچاؤ جیسے امراض سے نجات دلاتا ہے۔

فاسفورس: یہ گوشت، مچھلی، پولٹری کی مصنوعات، مونگ پھلی اور مٹر وغیرہ سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ پٹھوں کے کھچاؤ میں مدد دیتا ہے اس کے علاوہ ہڈیوں کو مضبوط کرتا ہے۔

میگنیشیم: مچھلی، مونگ پھلی، سبز پتوں والی سبزیوں وغیرہ میں کثرت سے پایا جاتا ہے یہ پٹھوں اور اعصاب کو طاقت دیتا ہے اور ہڈیوں کے بننے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

پوٹاشیم: پھلوں، دودھ، مٹر اور گوشت میں بکثرت پایا جاتا ہے۔ یہ پروٹین اور کاربوہائیڈریٹس کے میٹابولزم میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اعصابی نظام اور گردوں کے نظام کو جلا بخشتا ہے۔

سوڈیم: یہ کھانے والے نمک میں دودھ، انڈوں اور مچھلی میں پایا جاتا ہے یہ جسم کے مادوں کو رواں دواں رکھنے میں مدد دیتا ہے اور پٹھوں کو مضبوط کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

کلورین: یہ دودھ، انڈوں، نمک اور گوشت وغیرہ میں ہوتا ہے یہ انسانی جسم کے خون میں Ph کو نارمل رکھنے کا اہم ترین فریضہ انجام دیتا ہے۔

پاکستان عوامی تحریک اور منہاج القرآن ویمن لیگ کی سرگرمیاں

ماؤں کے عالمی دن کے حوالے سے مرکزی سیکرٹریٹ میں خصوصی تقریب

ماؤں کے عالمی دن کے حوالے سے پاکستان عوامی تحریک اور منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیر اہتمام مرکزی سیکرٹریٹ میں خصوصی تقریب منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت منہاج القرآن ویمن لیگ کی صدر محترمہ فرح ناز نے کی جبکہ سینئر سیاستدان محترمہ مہناز رفیع، محترمہ عروج آصف، محترمہ شبنم ناگی ایڈووکیٹ، محترمہ گل فشاں اسلم، محترمہ شاکرہ چودھری، محترمہ ثناء وحید، محترمہ طاہرہ خان، محترمہ عطیہ بنین، محترمہ ملکہ صبا، محترمہ نازیہ عبدالستار و دیگر خواتین نے شرکت کی۔ تقریب کے دوران ماڈل ٹاؤن میں شہید کی جانے والی محترمہ تنزیلہ امجد کی بیٹی بسمہ نے جب اپنی نانی کو پھولوں کا گلدستہ پیش کیا تو تقریب میں شریک خواتین آبدیدہ ہوگئیں۔

تقریب میں مقررین نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شہدا کی ماؤں کے ساتھ ساتھ شہدائے آرمی پبلک سکول پشاور، آپریشن ضرب عضب میں شہید ہو جانے والے بیٹوں کی ماؤں کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے محترمہ مہناز رفیع نے کہا کہ ظلم کا یہ نظام بیٹوں اور بیٹیوں سے مائیں چھین رہا ہے، اس نظام اور اس کے محافظوں کے خلاف فیصلہ کن سیاسی جدوجہد کا وقت آ گیا ہے۔ انہوں نے ماؤں کے عالمی دن کے حوالے سے شاندار تقریب منعقد کرنے پر محترمہ فرح ناز کو مبارکباد پیش کی۔

منہاج القرآن ویمن لیگ کی صدر فرح ناز نے کہا کہ خواتین کا عالمی دن محترمہ شازیہ اور تنزیلہ شہید کے نام کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ لمحہ فکریہ ہے کہ پاکستان میں ہر ایک لاکھ میں سے 276 مائیں دوران زچگی انتقال کر جاتی ہیں۔ بلوچستان میں یہ شرح 700 سے زائد ہے، اس کے ذمہ دار حکمران ہیں، بروقت اور علاج معالجہ کی معیاری سہولتوں کے فقدان کے باعث خواتین موت کے منہ میں چلی جاتی ہیں، یہ محض اتفاق نہیں بلکہ قتل ہے۔ حکمران خوشحالی کے قصے سنا سنا کر قیمتی وقت اور وسائل برباد کررہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ماؤں کے علاج معالجہ میں پاکستان سب سے پیچھے اور بری حالت میں ہے۔ تقریب سے محترمہ عروج آصف محترمہ، شبنم ناگی ایڈووکیٹ، محترمہ عطیہ بنین اور محترمہ طاہرہ خان و دیگر نے بھی خطاب کیا۔

پاکستان عوامی تحریک کی فیڈرل کونسل کا اجلاس

گذشتہ ماہ پاکستان عوامی تحریک کی فیڈرل کونسل کا اجلاس مرکزی سیکرٹریٹ میں منعقد ہوا جس کی صدارت مرکزی امیر تحریک محترم صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی نے فرمائی۔ ناظم اعلیٰ تحریک محترم خرم نواز گنڈا پور نے اجلاس کو کنڈکٹ کیا جبکہ پاکستان عوامی تحریک کے صدر محترم ڈاکٹر رحیق احمد عباسی اور ناظم اعلیٰ تنظیمات محترم شیخ زاہد فیاض اور دیگر قائدین بھی سٹیج پر موجود تھے۔

فیڈرل کونسل کے اجلاس میں سندھ، بلوچستان، خیبر پختونخوا، آزاد کشمیر، گلگت بلتستان اور پنجاب سے تعلق رکھنے والے 700 سے زائد ممبرز نے شرکت کی۔

فیڈرل کونسل کا اجلاس 14 گھنٹے مسلسل جاری رہا اور سربراہ پاکستان عوامی تحریک ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے بلدیاتی انتخابات، ملک بھر میں عوامی تحریک کی تنظیم نو اور آئندہ کی سیاسی حکمت عملی کے بارے میں تفصیلی تبادلہ خیال کیا اور تجاویز لیں۔ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کہا کہ پڑھی لکھی باشعور اور پرعزم یوتھ صرف اور صرف عوامی تحریک کے پاس ہے۔ اس یوتھ نے دھرنے میں جعلی نظام کے خلاف عملی جدوجہد کر کے ثابت کر دیا کہ عوامی تحریک کے یہی نوجوان پاکستان میں تبدیلی لائیں گے اور 20 کروڑ عوام کو انکے آئینی حقوق دلوائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ عوامی تحریک کرپٹ اور جعلی لیڈروں کے لیے سیاسی انتخابی میدان خالی نہیں چھوڑے گی۔ انہوں نے ملک بھر کی تنظیموں کو ہدایت کی کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن، بلدیاتی انتخابات اور تنظیم سازی پر توجہ دیں۔

ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے حوالے سے تفصیلی بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ عیار اور مکار حکمرانوں کی کوئی مکاری انہیں سزا سے نہیں بچا سکے گی۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے حوالے سے ہمارا آج بھی وہی موقف ہے جو 17 جون 2014ء کی شام کو تھا، انہوں نے کہا کہ مجھے فخر ہے کہ اپنے کارکنوں پر جنہوں نے لوٹ مار کی دولت کے پہاڑ رکھنے والے حکمرانوں کی ہر پیشکش اور دباؤ کو مسترد کر دیا۔ حکومت ہمارے کسی کارکن کو خرید سکی اور نہ ان کے حوصلے توڑ سکی۔ یہ عظیم کارکن صرف پاکستان عوامی تحریک کے پاس ہی ہیں۔ یہی کارکن پاکستان کو ظالم اور قاتل حکمرانوں سے نجات دلوائیں گے اور پاکستان میں حقیقی جمہوریت لائیں گے۔

پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کہا ہے کہ دھرنا ہماری انقلابی جدوجہد کا فقط ایک باب تھا ابھی پوری کتاب باقی ہے۔ سیاسی قیادت نے لوٹ مار کی کمائی کے بل بوتے پر 20 کروڑ عوام اور

جمہوری نظام کو یرغمال بنا رکھا ہے۔ یہ کیسی جمہوریت اور انصاف کا نظام ہے کہ ماڈل ٹاؤن میں عوامی تحریک کے پرامن کارکنوں جن میں خواتین بھی شامل تھیں پر ایک ہزار سے زائد پولیس افسران اور اہلکار کئی گھنٹے سیدھی فائرنگ کرتے رہے۔ 14 شہید اور 90 کو شدید زخمی کر دیا اور تاحال ایک کانسٹیبل بھی گرفتار نہیں ہو سکا۔ انہوں نے گزشتہ ماہ پاکستان عوامی تحریک کی فیڈرل کونسل کے اجلاس سے ٹورنٹو کینیڈا سے ویڈیو لنک پر براہ راست خطاب کیا۔

سالانہ تقریب تقسیم انعامات (ناروے)

(رپورٹ: قیصر محمود)

منہاج سکول اوسلو کی سالانہ تقریب تقسیم انعامات کا آغاز تلاوت قرآن پاک اور ہدیہ درود وسلام سے ہوا۔ تقریب کی صدارت منہاج القرآن انٹرنیشنل ناروے کے نائب صدر محمد اصغر نے کی، جبکہ شرکاء میں منہاج القرآن انٹرنیشنل ناروے کے ڈائریکٹر علامہ محمد اقبال فانی، محمد اقبال خان، منہاج سکول اوسلو کے پرنسپل علامہ صداقت علی قادری، منہاج القرآن ویمن لیگ کی صدر عائشہ اقبال، منہاج سکول میں والدین کمیٹی کے صدر شاہد تنویر، قاری عبدلرحمان، سکول کے طلبہ اور ان کے والدین شامل تھے۔ سکول کے طلبہ نے تقاریر اور قومی و ملی نغمے پیش کیے۔ پرنسپل منہاج سکول اوسلو نے سکول کا رزلٹ اناؤنس کیا اور تمام پوزیشن ہولڈرز طلبہ، سٹوڈنٹس آف کلاس اور سٹوڈنٹ آف دی ائیر کا اعلان کیا گیا اور انہیں انعامات اور ٹرافیاں دی گئیں۔ سٹوڈنٹ آف دی ائیر کو لیپ ٹاپ کا خصوصی انعام دیا گیا۔ علامہ محمد اقبال فانی نے اظہار خیال کرتے ہوئے سکول کے سسٹم اور مستقبل میں مزید بہتری کے تجاویز پیش کیں۔ شرکائے تقریب میں بذریعہ قرعہ اندازی ایک عدد عمرے کا ٹکٹ بھی دیا گیا۔

پرنسپل منہاج سکول اوسلو علامہ صداقت علی قادری نے ایگزیکٹو اور دیگر فورمز کے تمام ممبران خصوصاً منہاج سکول والدین کمیٹی کو مینا بازار اور تقریب کی کامیابی پر مبارکباد پیش کی اور تمام ممبران کا شکریہ ادا کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ مینا بازار اور پرگرام کے بہترین نظم و نسق اور اسے کامیاب بنانے کیلیے شاہد تنویر، عنبر خان، سمینہ اسحاق، خانزادہ طاہر خان، علامہ محمد اِقبال فانی، عائشہ اقبال اور منہاج القرآن انٹرنیشنل اوسلو کی تنظیم، منہاج ویلفئیر، منہاج مصالحتی کونسل، منہاج یوتھ لیگ، منہاج ویمن لیگ، منہاج سسٹرز کے عہدیداران نے خصوصی کاوشیں کیں۔

قائدین تحریک کی پیر اخوندزادہ سیف الرحمٰن کے عرس مبارک میں خصوصی شرکت

سلسلہ عالیہ سیفیہ کے بانی پیر طریقت حضرت اخوندزادہ سیف الرحمٰن مبارکؒ کے سالانہ عرس کے موقع پر حضرت مرحوم و مغفور کے صاحبزادگان کی خصوصی دعوت پر تحریک منہاج القرآن کے مرکزی امیر پیر طریقت حضرت صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن خان درانی اور منہاج القرآن علماء و مشائخ رابطہ کونسل کے مرکزی ناظم صاحبزادہ محمد حسین آزاد الازہری نے عرس مبارک کی تقریب بمقام آستانہ عالیہ فقیر آباد شریف لکھوڈیر رنگ روڈ لاہور میں ایک بھرپور وفد کے ہمراہ خصوصی شرکت کی۔ صدر مجلس اور سجادہ نشین حضرت پیر صاحبزادہ محمد سعید حیدری سیفی (سابقہ چیف جسٹس سپریم کورٹ آف افغانستان)، حضرت پیر شیخ الحدیث محمد حمید جان سیفی، صاحبزادہ احمد یار جان سیفی (صدر مدرس جامعہ سیفیہ)، صاحبزادہ قاری محمد حبیب سیفی، صاحبزادہ عاشق اللہ سیفی اور صاحبزادہ حسن بادشاہ سیفی نے قائدین تحریک کا استقبال کیا اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ العالی کی نمائندگی کرنے پر وفد کا شکریہ ادا کیا گیا۔ اس کے بعد مرکزی امیر تحریک حضرت صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی کو خصوصی خطاب کی دعوت دی گئی جنہوں نے صاحب عرس کی تحریک منہاج القرآن اور قائد تحریک کے ساتھ تعلق محبت کو بیان کرتے ہوئے تحریک کے مختلف پروگراموں میں سلسلہ عالیہ سیفیہ کی بھرپور نمائندگی کو سراہا اور صاحب عرس کی دین اسلام کے فروغ کے لئے عملی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ بعد ازاں سجادہ نشین نے پاکستان عوامی تحریک اور تحریک منہاج القرآن کی ہر سطح پر مکمل حمایت کرنے کے عزم کا اظہار فرمایا۔

ملک بھر میں منہاج القرآن ویمن لیگ کے تنظیمی وزٹس

منہاج القرآن ویمن لیگ کی مرکزی تنظیم نو مکمل ہونے پر مرکزی صدر محترمہ فرح ناز اور مرکزی ناظمہ محترم طاہرہ خان نے مریدکے، کامونکی، گوجرانوالہ، سرگودھا سٹی، شرقی، غربی، بھلوال، سیالکوٹ، اے۔بی، ڈسکہ، سمبڑیال، چکوال، تلہ گنگ، فیصل آباد اور کراچی تنظیمات کے وزٹس کئے۔ ان وزٹس کا مقصد تنظیمات کی موجودہ صورتحال کا جائزہ، دھرنے کے شرکاء کی قربانیوں کی حوصلہ افزائی، تنظیمات کے مسائل اور ان کا حل اور تنظیم نو تھا۔

محترمہ فرح ناز نے تنظیمات کی قربانیوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دین کے لئے اپنے گھروں سے نکلے تھے اور ان نفسانفسی اور مادیت پرستی کے دور میں دین کے

احیاء کے لئے سنت زینبؓ ادا کرتے ہوئے جو بہنیں دھرنے میں شریک ہوئیں ان کا کردار بے مثال اور تاریخی ہے اور ہم مرتے دم تک غلبہ دین اور احیائے اسلام کے لئے سرگرم عمل رہنے کا عزم رکھتی ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ کارکنان کی مثال پھول کی خوشبو کی طرح ہے جس طرح پھول کی خوشبو کو بند نہیں کیا جاسکتا اسی طرح آپ کی دی ہوئی قربانیوں کی مہک ان کے ثمرات ضرور آشکار ہوں گے۔

محترمہ طاہرہ خان مرکزی ناظمہ نے اپنی Briefing میں تنظیمات کو خراج تحسین پیش کیا اور Motivate کیا کہ کسی بھی تحریک یا گروہ کی کامیابی ان کے جہد مسلسل اور اتحاد و اتفاق پر منحصر ہوا کرتی ہے۔ ٹیم کے افراد ایک ہاتھ کی پانچ انگلیوں کی مانند ہیں جو چاہے چھوٹی ہوں یا بڑی مگر کام کی انجام دہی میں برابر شریک ہوتی ہیں۔ اسی طرح ٹیم میں تمام افراد چاہے بڑی یا چھوٹی ذمہ داری پر ہوں سب کی اہمیت و افادیت اپنی جگہ ہے۔

ہم خوش قسمت ہیں کہ اللہ پاک نے دور حاضر میں ہمیں عشق مصطفیٰ ﷺ کے فروغ، غلبہ دین حق کے نفاذ اور احیائے اسلام کے لئے چن لیا ہے۔ آج پھر ہمیں اپنے فکروعمل سے لوگوں کی زندگیوں کو بدلنا ہے بھٹکے ہوئے لوگوں کو صراط محمدیؐ پر گامزن کرنا ہے۔ ہمیں اخلاقی و روحانی تربیت کے ذریعے معاشرے میں امن و سلامتی کے فروغ میں اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ پروگرام کا اختتام تنظیم نو اور دعائیہ کلمات پر ہوا۔

معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانفرنس 2015

گذشتہ ماہ منہاج القرآن علماء کونسل کے زیراہتمام معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانفرنس تحریک منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ میں منعقد ہوئی۔ اس موقع پر ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن خرم نواز گنڈاپور، راجہ زاہد محمود، علامہ سید فرحت حسین شاہ، علامہ میر آصف اکبر، علامہ محمد عثمان سیالوی، جواد حامد دیگر مرکزی قائدین تحریک منہاج القرآن اور منہاج القرآن ویمن لیگ کی عہدیداران اور لاہور بھر سے خواتین وحضرات کی کثیر تعداد نے کانفرنس میں شرکت کی۔

کانفرنس کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام مجید سے ہوا جس کے بعد آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں گلہائے عقیدت کے پھول نچھاور کیے گئے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک موقع پر اپنے پیغام میں کہا ہے معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ معجزہ ہے جس کی تصدیق کلام اللہ قرآن پاک نے کی ہے۔ معجزہ کی حقیقت سے انکار کرنے والے ابوجہل اور تصدیق کرنے

والے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ نماز، محبت اور عظمت کے سفر معراج کا تحفہ ہے۔ امت مسلمہ اس عظیم تحفہ کو سینے سے لگا کر رکھے۔ نماز پنجگانہ نجات اور راحت کا راستہ ہے۔ انہوں نے اپنے پیغام میں کہا کہ معجزات اللہ رب العزت کی قدرت کاملہ کا پرتو ہوتے ہیں اور معجزات سے اللہ اپنے بندوں کو صراط مستقیم دکھاتا ہے۔ اللہ نے امت کی قوت ایمانی کی آزمائش اور انبیاء علیہم السلام کے دعویٰ نبوت کی صداقت کیلئے انہیں معجزات سے نوازا اور تمام معجزات مل کر بھی معجزہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عالمگیریت اور حقانیت کو نہیں پہنچ سکتے۔

ان کا کہنا تھا کہ اللہ تعالیٰ سب کو معراج کی تمام تر سعادتیں اور رحمتیں اور برکتیں اپنے دامن میں سمیٹنے کی توفیق و ہمت عطا فرمائے اور دلوں کو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معمور فرمائے کہ یہی زندگی کا اصل سکون ہے۔

مرکزی ناظم منہاج القرآن علماء کونسل علامہ سید فرحت حسین شاہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ معراج شریف کا ہی مبارک موقع تھا جب رب کریم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کی امت کیلئے ''نماز'' کا تحفہ عطا کیا۔ امت کی خوشی کیلئے نماز کو مومن کی معراج قرار دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے معراج کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین طرح کے علوم عطا فرمائے۔ ایک وہ علم جو آپ کیلئے خاص ہے۔ آپ کے علاوہ کوئی بھی اس کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ دوسرا علم ایسا عطا کیا گیا جس کے متعلق آپ کو اختیار دیا جسے مستحق سمجھیں جتنا چاہیں عطا فرما دیں۔ تیسرا علم وہ ہے جس کو کائنات کیلئے عام فرما دیا گیا۔ اس حصے کا یہ عالم ہے کہ زندگی کا کوئی بھی شعبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تشنہ تکمیل نہیں چھوڑا۔ کانفرنس کے اختتام پر درود و سلام کے نذرانے پیش کئے گئے اور امت مسلمہ کے لیے خصوصی دعا کی گئی۔

منہاج القرآن انٹرنیشنل کے زیراہتمام محفل معراج النبی ﷺ (کوریا)

منہاج القرآن انٹرنیشنل کوریا کے زیراہتمام محفل معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انعقاد کیا گیا جس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ بعد ازاں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عقیدت کے پھول مردان علی قادری، وسیم قادری اور محمد نور نے نچھاور کیے، جبکہ نقابت کے فرائض میاں محمد اشرف نے سرانجام دیئے۔

اس موقع پر امیر ایشیئن کونسل محمد جمیل قادری نے معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے خصوصی پیغام دیتے ہوئے کہا کہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ معجزہ ہے جس کی تصدیق قرآن پاک نے کی۔ انہوں نے کہا تمام معجزات ملکر بھی معجزہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عالمگیریت اور حقانیت کو

نہیں پہنچ سکتے۔

پروگرام کو ترتیب دینے کیلیے ظہیر قادری، حافظ آتیب اور قاری عدنان نے اہم کردار ادا کیا۔ پروگرام کے اختتام پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی صحت کاملہ اور ملکی سلامتی کے لیے خصوصی دعا کی گئی۔

منہاج القرآن انٹرنیشنل نیوجرسی کے زیراہتمام معراج النبی ﷺ کانفرنس (امریکہ)

منہاج القرآن انٹرنیشنل کے زیر اہتمام 15 مئی 2015ء کو منہاج القرآن ایجوکیشنل اینڈ کلچرل سینٹر نیو جرسی امریکہ میں معراج النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کانفرنس کا انعقاد کیا گیا، پروگرام کا وقت 10 بجے سے لے کر 1 بجے تک کا تھا۔ محفل کا آغاز حافظ تنویر احمد اور عاطف سید نے تلاوت قرآن پاک سے کیا اور آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عقیدت کے پھول درودوسلام کی صورت میں نچھاور کیے گئے۔ محفل میں مرد وخواتین کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

بعدازاں محفل نعت سجائی گئی جس میں محمد اصغر، محمد سلیم شیخ، محمد شوکت، ساجد سید، محمد اقبال، محمد شکیل اورامن خان دل نے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں مدح سرائی کی۔ نقابت کے فرائض ڈائریکٹر منہاج القرآن سنٹر نیوجرسی علامہ محمد شریف کمالوی نے سرانجام دیئے۔ انہوں نیا اعلان کرتے ہوئے یہ بھی بتایا کہ اس سنٹر پر ہر ہفتہ کو 11 بجے سے 1 بجے تک خواتین کے لیے اور ہر بدھ کو مغرب سے عشاء تک مردوں کے لیے ترجمہ وتفسیر اور تجوید کی کلاسز ہوتی ہیں جبکہ بچوں کے لیے سنڈے سکول اور ناظرہ کی کلاسز بھی جاری ہیں۔

علامہ محمد شریف کمالوی نے معراج کے موضوع پر مدلل خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ غیب ہے، اس کے فرشتے، جنت، دوزخ، سب غیب ہے۔ لوگوں کو بتانا تھا کہ یہ سب کچھ ہے اس لیے اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بلا کر سب کچھ دکھا دیا تا کہ جو لوگ سوال کرتے ہیں انہیں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پوری تسلی کے ساتھ بتائیں۔

ڈاکٹر محمد اقبال نے اپنے خطاب میں کہا کہ سفر معراج حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ ہے اور اس میں جو تحفہ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی امت کو عطا کیا وہ نماز ہے۔ انہوں نے کہا کہ نماز اللہ تعالیٰ سے مناجات ہیں اور تہجد اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا ذریعہ ہے۔ ان کے خطاب کے بعد صلوٰۃ التسبیح باجماعت ادا کی گئی۔ آخر میں درود وسلام پڑھا گیا اور دعائیہ کلمات پر محفل کا اختتام ہوا۔

Mother Day کے موقع پر شہداء سانحۂ ماڈل ٹاؤن (تنزیلہ، شازیہ) کو خراجِ تحسین

اجلاس فیڈرل کونسل

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM
LAHORE
Regd CPL No.45